بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم　وعلی عبدہ المسیح الموعود

Regd. No. P/G D P-3　Registered with the registrar of news Papers for India at No. R. N. 61/57　Phone No. 35

فضائلِ قرآن مجید

رشحاتِ قلم حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے　قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا　بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاکِ رحماں ہے
بہارِ جاوداں پیدا ہے اسکی ہر عبارت میں　نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اُس سا کوئی بستاں ہے
کلامِ پاکِ یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز　اگر لُولُوئے عمّاں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے
خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو　وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے
ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرارِ لاعلمی　سخن میں اُسکے ہمتائی کہاں مقدورِ انساں ہے
بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز　تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اُس پہ آساں ہے
ارے لوگو! کرو کچھ پاس شانِ کبریائی کا　زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایماں ہے

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اُس پہ قرباں ہے

Printed & Published by Malik Salahuddin M.A. at Fazl-i-umar Printing Press Qadian Propriter Sadr Anjuman Ahmadiya Qadian.

جلد (۳۰) ہفت روزہ بدر قادیان شمارہ (۳۵)
مورخہ ۲۷ ظہور ۱۳۶۰ ہش

دِل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

(المسیح الموعودؑ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض دیگر اہم اغراض کے علاوہ دینِ اسلام کا احیاء اور شریعت کو قائم کرنا تھی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے آپؑ کو ہر طرح کے علوم ظاہری و باطنی سے مالامال کیا تھا۔ اور پاک صحیفہ قرآن کریم کا علم بھی اس زمانے میں سب سے زیادہ آپ کو عطا کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بذریعہ الہام یہ اطلاع دی کہ اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰن۔ کہ ہر قسم کی بھلائیاں قرآن کریم میں ہیں۔ گویا دوسرے لفظوں میں قرآن کریم سیکھنے والا اور پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کے بے پناہ فضلوں اور رحمتوں کا وارث بنتا ہے۔ اور اگر ایک انسان دین دنیا میں ترقی، فلاح و بہبود اور نجات کے سامان حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن کریم کا علم سیکھے اور اس میں جو معارف و احکام بیان کئے گئے ہیں اُن پر غور کرے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں قرآن کریم پڑھ کر اُس پر غور کرنے کے بارہ میں فرمایا ہے کہ

"اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ"

ترجمہ:۔ کیا پس یہ لوگ قرآن کریم پڑھ کر اس پر غور و تدبر نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں واضح طور پر قرآن کریم پر غور و تدبر کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور غور و تدبر قرآن کریم کو پڑھے بغیر ممکن نہیں۔ پس ہر مسلمان کو اس علم کے زیور سے آراستہ ہونا لازمی اور ضروری ہے۔ اس کے بغیر وہ صحیح مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیم القرآن کے بارے میں فرمایا کہ:۔

"میں پھر اپنے دوستوں کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہم پر واجب ہے کہ ہر احمدی مرد اور ہر احمدی عورت، ہر احمدی بچہ، ہر احمدی جوان اور ہر احمدی بوڑھا پہلے اپنے دل کو نورِ قرآن سے منور کرے۔ قرآن سیکھے قرآن پڑھے اور قرآن کے معارف سے اپنا سینہ و دل بھرے اور معمور کرے۔ ایک نورِ مجسم بن جائے۔ قرآن کریم میں ایسا محو ہو جائے، قرآن کریم میں ایسا گم ہو جائے، قرآن کریم میں ایسا فنا ہو جائے کہ دیکھنے والوں کو اُس کے وجود میں قرآن کریم کا ہی نور نظر آئے۔ اور پھر ایک معلم اور اُستاد کی حیثیت سے تمام دنیا کے سینوں کو انوارِ قرآنی سے منور کرنے میں ہمہ تن مشغول ہو جائے۔"

(منقول از روزنامہ الفضل ربوہ ۱۰ اگست ۱۹۶۶ء)

پس قرآن کریم جو کہ سرچشمہ علوم و معارف ہے اس کو صرف غلافوں میں بند کر کے رکھ دینا اور ظاہری طور پر اس کو چومتے رہنا کافی نہیں بلکہ جب تک اس کی تعلیمات پر غور و تدبر کر کے ان پر عمل نہ کیا جائے۔ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

"یا اھل القرآن لا تتوسدوا القرآن واتلوہ حق تلاوتہ ..... وتدبروا ما فیہ لعلکم تفلحون۔ ولا تعجلوا ثوابہ فان لہ ثوابًا۔" (بیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ:۔ اے قرآن والے مسلمانو! تم قرآن مجید کو تکیہ نہ بناؤ۔ یعنی اپنے سر کے نیچے نہ رکھو اور قرآن کریم کی تلاوت کا جو حق ہے اُس کے مطابق تلاوت کیا کرو۔ ..... اور جو اس میں اللہ تعالیٰ نے مضمون اور احکام بیان فرمائے ہیں ان پر غور کرو تاکہ کامیاب ہو جاؤ اور ثواب کے لئے جلدی نہ کرو۔ بہرحال قرآن مجید کے پڑھنے اور اُس پر غور و تدبر کرنے کا ثواب ضرور ملے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن کریم سے کس قدر محبت تھی اور قرآنی علوم سے آپؑ نے کس قدر حصہ پایا اس کا اندازہ آپؑ کے اس شعر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے جسے ہم نے اس نوٹ کی زینت بنایا ہے۔ آپؑ قرآن کریم کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ:۔

"ایک عجیب طریق قرآن شریف کا یہ ہے جو کسی اور کتاب میں نہیں دیکھا گیا اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی قدرت اور علم اور رحمت اور بخشش وغیرہ صفات کے بیان کرنے میں عاجز انسان کی طرح ان صفات کو محض معمولی طور پر بیان نہیں کرتا بلکہ خود زندہ اور تازہ ثبوت اس بات کا دیتا ہے کہ خدا عالم ہے، خدا قادر ہے، خدا رحیم ہے، خدا نجات دہندہ ہے۔

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۹ پر)

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۳ ظہور (اگست) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارہ میں روزنامہ الفضل ربوہ کے ذریعہ موصولہ تازہ اطلاع مظہر ہے کہ:۔

"حضور مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۸۱ء کو بخیریت کراچی پہنچ گئے ہیں۔ اور حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔"

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی سفر و حضر میں صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں کامیابی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۲۳ ظہور (اگست) ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظرِ اعلیٰ و امیر مقامی بفضلہ تعالیٰ بخیریت سے ہیں۔ البتہ محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ کو بدستور بائیں گھٹنے میں آپریشن کی تکلیف چل رہی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

● مقامی طور پر جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

قرآن کریم!

امنِ عالم کا یقیناً یہ علمبردار ہے

نتیجۂ فکر محترم عبد الرحیم صاحب راٹھور

جب نظر میری پڑی اس مصحفِ رحمٰن پر
جب ہوئی پوری توجہ مرتکز قرآن پر
نورِ روحانی سے دل کی آنکھ روشن ہو گئی
آ گئی فصلِ بہاراں گلشنِ ایمان پر

یہ براہیمؑ دعائے خاص کا شہکار ہے
جس کی کچھ کرنیں پڑی تھیں موسیٰؑ عمران پر
پیشگوئی جس کی فرمائی کلیم اللہؑ نے
یہ وہ جلوہ ہے جو چمکا چہرۂ فاران پر

یہ ہے وہ نورِ خدا جس سے ہوا دل آشکار
مرحبا کہتے ہیں قدسی اس کی عالی شان پر
امنِ عالم کا یقیناً یہ علمبردار ہے
غور کر کے دیکھ لو اسلام کے ارکان پر

احترامِ آدمی دنیا میں قائم کر دیا
غلبہ حاصل ہو گیا اسلام کو ادیان پر!
اس میں وہ آیات ہیں جن کا نہیں کوئی جواب
فاتحہ شاہد ہے "ناطق" اس بڑے اذعان پر

کس کو جرأت ہے کہ لائے ایک آیت کا جواب
ابتدا سے قرض ہے دنیا کے سب اذہان پر
دین و دنیا کی ہر اک رہ اس سے روشن ہو گئی
یہ بڑا احسان ہے اللہ کا انسان پر!

غیر ممکن ہے ادا ہو حق خدا کا عمر بھر
شکریہ کے گیت گر لکھوں میں اس احسان پر

قرآنِ کریم احکامِ قدرتی کا آئینہ اور قانونِ فطرت کی ایک عکسی تصویر ہے

قرآنِ کریم کا بے مثل ہونا ہستی باری تعالیٰ کی ایک کامل دلیل ہے

قرآنِ کریم، پڑھنے والے کو صفاتِ باری تعالیٰ کی نسبت حق الیقین تک پہنچاتا ہے۔!!

قرآنِ کریم کی پیروی سے اسی جہان میں آثارِ نجات کا ظہور ہوتا ہے!

کلماتِ رشحاتِ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(١)

"جو تعلیم اصولی فرقان مجید کی دلائل حکمیہ پر مبنی اور مشتمل ہے یعنی فرقان مجید ہر یک اصول اعتقادی کو جو مدارِ نجات کا ہے محققانہ طور سے ثابت کرتا ہے اور قوی اور مضبوط فلسفی دلیلوں سے بپایہ صداقت پہنچاتا ہے جیسے وجود صانع عالم کا ثابت کرنا۔ توحید کو بپایۂ ثبوت پہنچانا۔ ضرورتِ الہام پر دلائلِ قاطعہ کا لکھنا اور کسی احقاقِ حق اور ابطالِ باطل سے تاہم بند رہتا۔ پس یہ امر فرقان مجید کے منجانب اللہ ہونے پر بڑی بزرگ دلیل ہے۔ جس سے حقیت اور افضلیت اس کی بوجہ کمال ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ دنیا کے تمام عقائدِ فاسدہ کو ہر ایک نوع اور ہر صنف کی غلطیوں سے بدلائلِ واضحہ پاک کرنا اور ہر قسم کے شکوک اور شبہات کو جو لوگوں کے دلوں میں دخل کر گئے ہوں براہین قاطعہ سے مٹا دینا اور ایسا مجموعہ اصول مدللہ اور محققہ کا اپنی کتاب میں درج کرنا کہ نہ پہلے اس سے وہ مجموعہ کسی الہامی کتاب میں درج ہو اور نہ کسی ایسے حکیم اور فیلسوف کا پتہ مل سکتا ہو کہ جو کبھی کسی زمانہ میں اپنی نظر اور فکر اور عقل اور قیاس اور فہم اور ادراک کے زور سے اس مجموعہ کی حقیقی سچائی کا دریافت کرنے والا ثابت ہو چکا ہو۔ اور نہ کبھی کسی پہلے مانس نے ایک ذرہ اس بات کا ثبوت دیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کوئی ایک آدھ دن کسی مدرسہ یا مکتب میں پڑھنے بیٹھے تھے۔ یا کسی سے کچھ علم معقول یا منقول سیکھا تھا یا کبھی کسی فلسفی اور منطقی سے اُن کی صحبت اور مخالطت رہی تھی کہ جس کے اثر سے انہوں نے ... اصول حقہ پر دلائل فلسفہ قائم کر کے تمام عقائد مدارِ نجات کی حقیقی سچائی کو ایسا کھول دیا کہ جس کی نظیر صفحۂ روزگار میں کہیں نہیں پائی جاتی۔ یہ ایسا کام ہے کہ بجز تائید الٰہی اور الہام ربانی کے ہرگز کسی سے انجام پذیر نہیں ہو سکتا۔ پس ناچار عقل اس بات پر قطع واجب کرتی ہے جو قرآن شریف اس خدائے واحد لاشریک کی کلام ہے کہ جس کے علم کے ساتھ کسی انسان کا علم برابر نہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ اوّل صفحہ ۵۷ تا ۶۲)

(٢)

"قرآنِ کریم نے اپنے کلام اللہ ہونے کی نسبت جو ثبوت دئیے ہیں اگرچہ میں ان ثبوتوں کو تفصیل وار نہیں لکھ سکتا۔ لیکن اتنا کہتا ہوں کہ منجملہ ان ثبوتوں کے بیرونی دلائل ہیں۔ جیسے پیش از وقت نبیوں کا خبر دینا جو انجیل میں بھی لکھا ہوا پاؤ گے۔ دوسرے ضرورتِ حقہ کے وقت قرآن شریف کا آنا۔ یعنی ایسے وقت پر جب کہ عملی حالت تمام دنیا کی بگڑ گئی تھی۔ اور نیز اعتقادی حالت میں بھی بہت اختلاف آ گئے تھے اور اخلاقی حالتوں میں بھی فتور آ گیا تھا۔ تیسرے اس کی حقانیت کی دلیل اس کی تعلیم کامل ہے۔ کہ اس نے آکر ثابت کر دکھلایا کہ موسیٰ کی تعلیم بھی ناقص تھی جو ایک شق سزا دہی پر زور ڈال رہے تھے۔ اور مسیح کی تعلیم بھی ناقص تھی جو ایک شق عفو اور درگذر پر زور ڈالی ہی تھی۔ اور گویا ان کتابوں نے انسانی درخت کی تمام شاخوں کی تربیت کا ارادہ ہی نہیں کیا تھا۔ صرف ایک ایک شاخ پر کفایت کی گئی تھی۔ لیکن قرآن کریم انسانی درخت کی تمام شاخوں یعنی تمام قویٰ کو زیرِ بحث لایا۔ اور تمام کی تربیت کے لئے اپنے اپنے محل و قوع پر حکم دیا جس کی تفصیل ہم اس تھوڑے سے وقت میں کر نہیں سکتے۔"

(تبلیغِ رسالت جلد سوم صفحہ ۵۷، ۵۸)

(٣)

"آج روئے زمین پر سب الہامی کتابوں میں سے ایک فرقانِ مجید ہی ہے جس کا کلامِ الٰہی ہونا دلائلِ قطعیہ سے ثابت ہے جس کے اصول نجات کے بالکل راستی اور وضعِ فطرتی پر مبنی ہیں۔ جس کے عقائد ایسے کامل اور مستحکم ہیں جو براہین قویہ ان کی صداقت پر شاہدِ ناطق ہیں۔ جس کے احکام حقِ محض پر قائم ہیں۔ جس کی تعلیمات ہر یک طرح کی آمیزشِ شرک اور بدعت اور مخلوق پرستی سے بکلی پاک ہیں۔ جس میں توحید اور تعظیمِ الٰہی اور کمالات حضرتِ عزت کے ظاہر کرنے کے لئے انتہا کا جوش ہے۔ جس میں یہ خوبی ہے کہ سراسر وحدانیتِ جنابِ الٰہی سے بھرا ہوا ہے۔ اور کسی طرح کا دھبہ نقصان اور

عیب اور نالائق صفات کا ذات پاک حضرت باری تعالیٰ پر نہیں لگایا۔ اور کسی اعتقاد کو زبردستی تسلیم کرانا نہیں چاہتا۔ بلکہ جو تعلیم دیتا ہے اس کی صداقت کی وجوہات پہلے دکھلا دیتا ہے۔ اور ہر ایک مطلب اور مدعا کو حجج اور براہین سے ثابت کرتا ہے اور ہر ایک اصول کی حقیت پر دلائل واضحہ بیان کر کے مرتبہ یقین کامل اور معرفت تام تک پہنچاتا ہے۔ اور جو جو خرابیاں اور ناپاکیاں اور خلل اور فساد لوگوں کے عقائد اور اعمال اور اقوال اور افعال میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان تمام مفاسد کو روشن براہین سے دور کرتا ہے۔ اور وہ تمام آداب سکھاتا ہے جن کا جاننا انسان کو انسان بننے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اور ہر یک فساد کی اسی زور سے مدافعت کرتا ہے کہ جس زور سے وہ آجکل پھیلا ہوا ہے۔ اس کی تعلیم نہایت مستقیم اور قوی اور سلیم ہے گویا احکام قدرتی کا ایک آئینہ ہے۔ اور قانون فطرت کی ایک عکسی تصویر ہے۔ اور بینائی دل اور بصیرت قلبی کے لئے ایک آفتاب چشم افروز ہے۔ اور عقل کے اجمال کو تفصیل دینے والا اور اس کے نقصان کا جبر کرنے والا ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ دوم ص ۹۱، ۹۲)

(۴)

"وہ زمانہ کہ جس میں آنحضرت مبعوث ہوئے حقیقت میں ایسا زمانہ تھا کہ جس کی حالت موجودہ ایک بزرگ اور عظیم القدر مصلح ربانی اور ہادی آسمانی کی شدید محتاج تھی۔ اور جو جو تعلیم دی گئی وہ بھی واقعہ میں سچی اور ایسی تھی کہ جس کی نہایت ضرورت تھی اور ان تمام امور کی جامع تھی کہ جس سے تمام ضرورتیں زمانہ کی پوری ہوتی تھیں۔ اور پھر اس تعلیم نے اثر بھی ایسا کر دکھایا کہ لاکھوں دلوں کو حق اور راستی کی طرف کھینچ لائی اور لاکھوں سینوں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا نقش جما دیا۔ اور جو نبوت کی علت غائی ہوتی ہے یعنی تعلیم اصول نجات کے اس کو ایسا کمال تک پہنچایا جو کسی دوسرے نبی کے ہاتھ سے وہ کمال کسی زمانہ میں بہم نہیں پہنچایا۔" (براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۲۰، ۱۲۱)

(۵)

"قرآن شریف جو آنحضرت کے اتباع کا مدار علیہ ہے ایک ایسی کتاب ہے جس کی متابعت سے اس جہان میں آثار نجات کے ظاہر ہو جاتے ہیں کیونکہ وہی کتاب ہے کہ جو دونوں طریق ظاہری اور باطنی کے ذریعہ نفوس ناقصہ کو بمرتبہ تکمیل پہنچاتی ہے اور شکوک اور شبہات سے خلاصی بخشتی ہے۔ ظاہری طریق سے اس طرح پر کہ بیان اس کا ایسا جامع دقائق و حقائق ہے کہ جس قدر دنیا میں ایسے شبہات پائے جاتے ہیں کہ جو خدا تک پہنچنے سے روکتے ہیں جن میں مبتلا ہو کر صدہا جھوٹے فرقے پھیل رہے ہیں اور صدہا طرح کے خیالات باطلہ گمراہ لوگوں کے دلوں میں جم رہے ہیں سب کا رد معقول طور پر اس میں موجود ہے۔ اور جو جو تعلیم حقہ اور کاملہ کی روشنی ظلمت موجودہ زمانہ کے لئے درکار ہے وہ سب آفتاب کی طرح اس میں چمک رہی ہے۔ اور تمام امراض نفسانی کا علاج اس میں مندرج ہے۔ اور تمام معارف حقہ کا بیان اس میں بھرا ہوا ہے۔ اور کوئی دقیقہ علم الٰہی نہیں جو آئندہ کسی وقت ظاہر ہو سکتا ہے اور اس سے باہر رہ گیا ہو۔ اور باطنی طریق سے اس طور پر کہ اس کی کامل متابعت دل کو ایسا صاف کر دیتی ہے کہ انسان اندرونی آلودگیوں سے بالکل پاک ہو کر حضرت اعلیٰ سے اتصال پکڑ لیتا ہے اور انوار قبولیت اس پر وارد ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور عنایات الٰہیہ اس قدر اس پر احاطہ کر لیتی ہیں کہ جب وہ مشکلات کے وقت دعا کرتا ہے تو کمال رحمت اور عطوفت سے خداوند کریم اس کا جواب دیتا ہے۔ اور بسا اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ اگر وہ ہزار مرتبہ ہی اپنی مشکلات اور ہجوم غموں کے وقت میں سوال کرے تو ہزار مرتبہ ہی اپنے مولیٰ کریم کی طرف سے نہایت فصیح اور لذیذ اور متبرک کلام میں محبت آمیز جواب پاتا ہے۔ اور الہام الٰہی بارش کی طرح اس پر برستا ہے۔ اور اپنے دل میں محبت الٰہیہ کو ایسا بھرا ہوا پاتا ہے جیسا ایک نہایت صاف شیشہ ایک لطیف عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اور انس اور شوق کی ایک ایسی پاک لذت اس کو عطا کی جاتی ہے کہ جو اس کے سخت نفسانی زنجیروں کو توڑ کر اور اس دخانستان سے باہر نکال کر محبوب حقیقی کی ٹھنڈی اور دلآرام ہوا سے اس کو ہر دم اور ہر لحظہ تازہ زندگی بخشتی ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۲۹۷ تا ۳۰۰ حاشیہ در حاشیہ)

(۶)

"قرآن شریف جیسے مراتب علمیہ میں اعلیٰ درجہ کمال تک پہنچاتا ہے ویسا ہی مراتب عملیہ کے کمالات بھی اس کے ذریعہ ملتے ہیں۔ اور آثار و انوار قبولیت حضرت احدیت انہیں لوگوں میں ظاہر ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ظاہر ہوتے ہیں جنہوں نے اس پاک کلام کی متابعت اختیار کی۔ دوسروں میں ہرگز ظاہر نہیں ہوتے۔ پس طالب حق کے لئے یہی دلیل جس کو وہ بچشم خود معائنہ کر سکتا ہے کافی ہے۔ یعنی یہ کہ آسمانی برکتیں اور ربانی نشان صرف قرآن شریف کے کامل تابعین میں پائے جاتے ہیں۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۳۰۲، ۳۰۳ حاشیہ ۱۱)

(۷)

"جب منصف آدمی قرآن شریف کو دیکھے تو فی الفور اسے معلوم ہو گا کہ قرآن شریف میں ایجاز کلام اور اتم و ادل بیان میں جو لازمہ ضرور رتبہ بلاغت ہے وہ کمال کر دکھلایا ہے کہ وہ باوجود احاطہ جمیع ضروریات دین اور استیفاء تمام دلائل و براہین کے اس قدر حجم میں قلیل المقدار ہے کہ انسان صرف چند پہر کے عرصہ میں ابتداء سے انتہاء تک بفراغ خاطر اس کو پڑھ سکتا ہے۔ اب دیکھنا چاہئے کہ یہ بلاغت قرآنی کس قدر بھارا معجزہ ہے کہ علم کے ایک بحر زخار کو چند جز میں لپیٹ کر دکھلا دیا ہے۔ اور حکمت کے ایک جہان کو صرف چند صفحات میں بھر دیا ہے۔ کیا کبھی کسی نے دیکھا یا سنا کہ اس قدر قلیل الحجم کتاب تمام زمانہ کی صداقتوں پر مشتمل ہو۔ کیا عقل کسی عاقل انسان کے لئے یہ مرتبہ عالیہ تجویز کر سکتی ہے کہ وہ تھوڑے سے لفظوں میں دریا حکمت کا بھر دے۔ جس سے علم دین کی کوئی صداقت باہر نہ ہو۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۴ حاشیہ در حاشیہ ۲)

خطبہ جمعہ

قرآن کریم میں اُن تمام شرائع کی دائمی اور ابدی صداقتیں پائی جاتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس سے قبل نازل کیں

اُس کی تعلیم انسانی فطرت اور سرشت سے بالکل مطابقت رکھتی ہے اور بنی آدم کے تمام قویٰ پر دائرہ کی طرح محیط ہے

یہ ایک کامل اور مکمل کتاب ہے جس میں ہر نسل انسانی کے نئے مسائل کے حل اور اُن کی فلاح و بہبود کی طاقت موجود ہے!

جو شخص قرآنی ہدایت پر ایمان لائیگا اور اعمال صالحہ بجا لائیگا اُس کو اتنا اجر ملیگا جو پہلے کسی کو نہیں مل سکتا تھا

از حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرمودہ ۵ رفتح ۱۳۵۹ ہش مطابق ۵ ردسمبر ۱۹۸۰ء بمقام مسجد اقصےٰ ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

سورۂ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۙ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

(بنی اسرائیل آیت ۱۰-۱۱)

ترجمہ ان دو آیات کا یہ ہے کہ یہ قرآن یقیناً اس راہ کی طرف راہ نمائی کرتا ہے جو "اقوم" ہے اور مومنوں کو جو مناسب حال کام کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ اُن کے لئے بہت بڑا اجر مقدر ہے۔ اور (قرآن یہ بھی بتاتا ہے کہ) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے اُن کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

سیدھی راہ کو اختیار کرنا انسان کی فطرت میں ہے۔ سیدھا راستہ وہ ہے جو منزلِ مقصود تک سب سے کم فاصلہ طے کرنے کے بعد پہنچا دیتا ہے۔ جو دوست زمیندار ہیں یا جن کو لوگوں کی زمینوں کے کناروں پر یا پگڈنڈیوں پر پھرنے کا اتفاق ہوا ہے وہ جانتے ہیں کہ فطرت کا تقاضا پورا کرتے ہوئے بہت سے لوگ دوسروں کی کھیتیوں کو پاؤں کے نیچے روندنے کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ اور اپنے راستے کو سیدھا کرنے کے لئے کھیتی میں پگڈنڈی بنا لیتے ہیں۔ بڑی کثرت سے یہ آپ کو نظر آتا ہے۔ کیونکہ پگڈنڈی پر چل کر وہ

قریب ترین فاصلہ

طے کرنے کے بعد اپنے مقصود کو، منزلِ مقصود کو پہنچ جاتے ہیں۔ ان آیات میں جو مضامین بیان ہوئے ہیں اُن میں سے میں اس وقت دو کو لوں گا۔

دوست جانتے ہیں کہ جب میں سفر پر روانہ ہوا اُس وقت بھی بیماری کی حالت میں روانہ ہوا تھا۔ گردے میں بڑی سخت انفیکشن (INFECTION) ہوئی اور یہ ۲۵ رمارچ کی بات ہے۔ اور اپریل، مئی، جون تین مہینے کے بعد ۲۴ جون کو میں سفر پر روانہ ہوا اور میں نے دوا چھوڑ دی تھی اس وقت بھی ڈاکٹر کہتے تھے کہ

دس فیصد بیماری ابھی باقی ہے

اور دوا جو ہے اس کا استعمال جاری رہنا چاہیئے۔ چنانچہ مزید قریباً دو اڑھائی ماہ میں نے وہ دوائی کھائی۔ جو خود دوائی بھی کمزور کرنے والی۔ اس کے بعد میں نے چھوڑ دی۔ پھر یہاں جب آئے تو ضروری ذمہ واریاں انتظار کر رہی تھیں۔

انصار اللہ کا اجتماع تھا، پھر خدام کا اجتماع تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ

گردے میں انفیکشن پھر زیادہ ہوگئی

ہے۔ یہاں ٹیسٹ کروایا تو کافی نکلی۔ لیکن میں نے یہاں کے ڈاکٹروں کو کہا کہ اس ذمہ داری کی ادائیگی کے دوران میں آپ کی دوائی اس لئے نہیں کھاؤں گا کہ زیادہ کمزوری ہو جائے گی۔ اور میں ذمہ داری کو ادا کرنا چاہتا ہوں۔ اور بیماری کو بھول جانا چاہتا ہوں۔ ان اجتماعات کے بعد میں اسلام آباد گیا۔ اور وہاں ڈاکٹر محمود الحسن صاحب نے جائزہ کیا اور ٹیسٹ لئے اور گردے میں سوزش کی تکلیف نکلی تو انہوں نے ایک ہی وقت میں دو دوائیں شروع کروا دیں مجھے، اور دونوں ہی کمزور کرنے والی۔ قریباً چھ دن ہو گئے ہیں مجھے وہ کھاتے ہوئے۔ اور کمزوری محسوس کر رہا ہوں۔ دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس بیماری سے نجات دے اور صحت کے ساتھ مجھے اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق عطا کرے۔ اس وقت میں دونوں آیات کے مضامین نہیں بیان کروں گا صرف دو باتیں میں نے اِن دو آیات سے اُٹھائی ہیں۔

ایک یہ اعلان کیا گیا ہے کہ جس راستہ کی طرف ہمارا پیارا یہ قرآن، قرآنِ عظیم جو ہے، وہ رہنمائی کرتا ہے وہ "اقوم" ہے۔ عربی زبان میں "اقوم" کے بہت سے معانی ہیں۔ یہاں جو معانی چسپاں ہوتے ہیں یا جن معانی کے مطابق ہم تفسیر کر سکتے ہیں وہ یہ ہیں۔ سب سے زیادہ درست اور سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کرنے والی ہدایت جس میں ذرا بھی کجی نہیں۔ یہ جو سیدھی راہیں ہیں یہ نسبتی طور پر بھی سیدھی ہیں، روحانی عالم میں اور مستقل حیثیت میں بھی سیدھی ہیں۔ مثلاً جو شریعت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی اس میں ایک حکم یہ تھا کہ انتقام لو۔ اُن کے حالات کے مطابق یہ سیدھا راستہ تھا۔ لیکن کامل ہدایت کے نقطۂ نگاہ سے یہ سیدھا راستہ نہیں تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہ ہدایت نازل ہوئی، تورات کو ہی وہ مانتے تھے۔ لیکن تورات کے ماننے والے جو انبیاء آئے وہ حالات کے بدلنے کے ساتھ خدا تعالیٰ کی وحی سے، خدا تعالیٰ کی وحی کے مطالبہ کو پورا کرتے ہوئے، تورات میں کچھ تبدیلیاں چھوٹی چھوٹی، بڑی بڑی، کرتے رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہ وحی نازل ہوئی کہ انتقام نہیں لینا، معاف کرو، انسانی فطرت کے لحاظ سے یہ بھی پوری طرح سیدھی راہ نہیں تھی۔ لیکن بنی اسرائیل کی اُس وقت کی کیفیتِ روحانی کے لحاظ سے یہ سیدھی راہ تھی۔ تو ایک نسبتی سیدھا پن ہے، استقامت ہے، صراطِ مستقیم کا ہونا ہے۔ اور ایک حقیقی طور پر اور بغیر نسبت کے

کامل اور مکمل طور پر

راہ کا سیدھا ہونا ہے۔ قرآن کریم کے لئے اسی واسطے اقوم کا لفظ بولا گیا ہے۔ پچھلی ساری

جو ہدایتیں آئی ہیں وہ بوجہ ایک قوم کو مخاطب کرنے کے اور بوجہ اس کے کہ اُن کا تعلق صرف ایک محدود زمانہ سے تھا کامل اور مکمل نہیں ہو سکتی تھیں۔ کیونکہ زمانہ کے بدلنے کے ساتھ اور قوم قوم کے حالات میں جو فرق پایا جاتا ہے اور اُن کے معاشرے ہیں، اُن کے روحانی ارتقاء کے لحاظ سے اُن کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے اُن پر جو وحی نازل کی وہ ایک کامل وحی نہیں تھی۔ اُس معنی میں جس معنی میں قرآن کریم کی وحی ایک کامل اور مکمل وحی ہے۔ اس لئے اس کی تعلیم جو ہے وہ اقوم ہے۔ یعنی سب سے سیدھی راہ ہدایت کی سب سے سیدھی راہ۔ جو ہر قسم کی کجی سے پاک ہے۔ وہ کجی جو زمانہ پیدا کرتا ہے۔ وہ کجی جو ملک ملک کے حالات پیدا کرتے رہتے ہیں ان سب سے پاک ہو کر نوع انسان کو خواہ بعد میں قیامت تک آنے والے کسی زمانہ سے ان کا تعلق ہو یا کسی ملک سے ان کا تعلق ہو۔ سب کے لئے ایک سیدھی راہ معین کرتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے پیار تک لے جانے والی اور اس کی رحمتوں کے حصول کے قابل بنا دینے والی ہے، اگر اللہ چاہے۔

اقوم کے لفظ میں یہ اشارہ بھی ہے کہ یہ ہمیشہ رہنے والی ہے۔ جیسا کہ سیدھی راہ کی تفصیل کے بیان سے آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ قیامت تک قائم رہنے والی سیدھی راہ جو ہے قرآن کریم اس کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت تک ہر آنیوالی نسل جو نئے مسائل لے کر پیدا ہو گی اُن کا حل اس میں موجود ہے۔ (یہ بڑا نکتہ ہے) ہر نسل انسانی نئے مسائل لے کر پیدا ہوتی ہے۔ ہر نسل انسانی کے نئے مسائل کو حل کرنے کی اور اس طور پر ان کی

فلاح اور بہبود کا سامان

پیدا کرنے کی طاقت قرآن کریم میں موجود ہے۔ اور یہ محض دعویٰ نہیں بلکہ اپنے سفر میں میں اس دُنیا کو جو ابھی تک اسلام کے نور سے منور نہیں اس بات کا قائل کر دیتا ہوں کہ جو تمہارے مسائل ہیں اور جنہیں تم حل نہیں کر سکے۔ انہیں قرآن کریم حل کرتا ہے۔

تیسرے معنی "اقوم" کے یہ ہیں (سب معانی کا آپس میں تعلق ہے) کہ پہلی کتب سماویہ میں، پہلی شریعتوں میں جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیں ان کی دائمی صداقتیں اس میں پائی جاتی ہیں۔ کہتے ہیں ایک لاکھ بیس یا چوبیس ہزار انبیاء نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گزرے تھے۔ اُن میں خدا جانے کتنے صاحب شریعت ہوں گے۔ قرآن کریم نے کہا ہے ہم نے بعض کا ذکر کیا بعض کا ہم نے ذکر نہیں کیا۔ لیکن ہر قوم کی طرف ہم نے نذیر بھیجا۔ قوموں کے نام مٹ گئے۔ ان کی طرف آنے والے انبیاء کے نام یاد نہیں رہے۔ ان شریعتوں کو ہماری تاریخ بھول گئی۔ لیکن ہر شریعت میں جو ابدی صداقتیں تھیں اُن کو قرآن کریم جمع کرنے والا ہے۔ اس واسطے اس کی راہ سیدھی راہ بھی ہے، قیامت تک انسان کے مسائل حل کرنے والی طاقت رکھنے والی راہ بھی ہے۔ اور ایک کامل راہ بھی ہے۔ جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انسانِ کامل ہیں۔ آپ کی لائی ہوئی شریعت، شریعت کاملہ ہے۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ رہبری میں بھی کامل ہے۔ یہ فلسفہ نہیں ہے، اس کی تفصیل میں جائیں تو یہ معنی ہیں کہ دلائل عقلیہ کے لحاظ سے اتنی زبردست یہ کتاب ہے کہ کسی عقلمند کو یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ عقلاً اس پر اعتراض کر سکے۔ اگر نا سمجھی سے کر دیا جائے تو ہم اسے سمجھا سکتے ہیں کہ تمہارا اعتراض غلط، اسلام کی تعلیم صحیح ہے۔ تو جو اس کو دلائل عقلیہ عطا ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ بھی کامل ہیں۔ دوسرے برکات سماویہ کے لحاظ سے یہ کامل کتاب ہے۔ یہ ہدایت جو ہے یہ اقوم ہے دلائل عقلیہ کے لحاظ سے اور برکات سماویہ کے لحاظ سے۔ دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہتے ہیں کہ

اسلام ایک زندہ مذہب ہے

جیسے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مبعوث ہوئے شیطان نے اپنے گروہ کے ذریعے اس شریعت پر اعتراض کرنے شروع کر دیئے۔ اور جتنے بھی اعتراض ہوئے خدا تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کو کھڑا کرتا رہا جو اُن کے جواب دیتے رہے۔ اور اس زمانہ میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور آپ کی جماعت کے اُوپر یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ عقل کے میدان میں ہر اعتراض کا جواب دو۔ جواب ہے موجود۔ کہاں سے حاصل کرو؟ دعاؤں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل سے جواب حاصل کرو۔ اور کئی دورے میں نے کئے ہیں پہلی دفعہ بھی اعتراض سُنا تو اُسی وقت خدا تعالیٰ نے اس کا ایسا جواب بتایا کہ بعض دفعہ چہرے زرد ہو گئے۔ بعض دفعہ زبانیں خاموش ہو گئیں۔ بہرحال یہ

ایک زبردست انعام ہے جو اُمتِ محمدیہ کو دیا گیا، دلائل عقلیہ اور برکات سماویہ۔ دُنیا کے ہر مذہب ہر ازم پر غالب آئے گی یہ اُمت، ایسے لوگ اس میں پیدا ہوتے رہیں گے۔

چوتھا پہلو اقوم کے معانی کا یہ ہے کہ یہ شریعت کاملہ انسانی فطرت اور سرشت سے بالکل مطابقت رکھتی ہے۔ ایک کامل دائرہ کی طرح بنی آدم کے تمام قویٰ پر محیط ہے۔ کامل رہنمائی ہے۔ کوئی ایسا پہلو اس نے نہیں چھوڑا جس کی کامل نشوونما کے سامان اس میں نہ پیدا کئے گئے ہوں۔ اس کو ہم اس طرح بھی بیان کر سکتے ہیں کہ جن کمالات کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے ان تمام کمالات کے حصول کی راہ اس کو دکھلا دینا یہ قرآن کریم کا دعویٰ ہے۔ خدا تعالیٰ نے بیان کیا ہے اس آیت میں کہ قرآن کریم میں یہ طاقت ہے کہ ہر پہلو انسانی فطرت کا جو ہے ہر قوت استعداد اور صلاحیت جو اس کو دی گئی ہے، اس کا کامل نشوونما کس طرح کیا جا سکتا ہے۔ اس طرف قرآن کریم ہدایت دیتا ہے۔ اور وہ راہیں اس کے لئے میسر اور آسان کر دی ہیں جن کے حصول کے لئے اُس کی فطرت میں استعداد رکھی گئی ہے۔

قرآن کریم نے جو ہدایت انسان کے ہاتھ میں دی ہے، یہ جو شریعت ہے یہ اقوم ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس قدر عظیم ہدایت کے نزول کے بعد اگر انسان اس پر ایمان لائے اور اپنے فکر اور عمل کو اس کے سانچہ میں ڈھالے اور اعمال صالحہ بجا لائے تو اس کو اتنا اجر ملے گا جو پہلے کسی کو نہیں مل سکتا تھا۔ اَجْرًا كَبِيرًا بتایا گیا ہے۔ اور یہ جو اجر ہے اس کا تعلق صرف اس زندگی سے نہیں۔ اس زندگی سے بھی ہے۔ انسان نے دو جگہ غلطی کھائی۔ اُس کا قدم دو جگہ پھسلا۔ بعض نے کہا اس زندگی میں اجر نہیں ملتا۔ جنت ایک ہے مرنے کے بعد ملے گی۔ قرآن نے کہا تھا کہ جنتیں دو ہیں۔ اس دُنیا میں بھی تم جنت میں جا سکتے ہو۔ جنت کو حاصل کر سکتے ہو اور مرنے کے بعد بھی جنت میں جا سکتے ہو۔ اس کے لئے تم کوشش کرو۔

مجاہدہ کرو

جہاد کرو (حقیقی معنی میں) ایسے اعمال کرو، اتنی دعائیں کرو کہ تمہارے ان اعمال کو اللہ قبول کرلے۔ مقبول عمل کی تمہیں توفیق ملے۔ اور ہر دو جنتوں کے تم وارث بن جاؤ۔ تو اَجْرًا كَبِيرًا جو ہے اس کے دو پہلو ہیں۔ اس دُنیا میں اجر اور مرنے کے بعد جنت۔ اس دُنیا کی جنت اور مرنے کے بعد کی جنت۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

(بنی اسرائیل آیت ۱۱)

کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی ہدایت اور رہنمائی کی طرف توجہ نہیں کرتے بڑی کمزوری اُن کے دل اور دماغ اور روح میں یہ ہوتی ہے کہ وہ آخرت پر ایمان نہیں لاتے۔ جب آخرت پر ایمان نہ لائے اور خدا تعالیٰ کے محاسبہ کو بھول گئے اور اُس سے غافل ہو گئے اور سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے مرنے کے بعد محاسبہ نہیں کرے گا اور کوئی جزا سزا نہیں اور نیک اعمال کے لئے کوئی جنت نہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا غضب انسان پہ بھڑک نہیں سکتا کیونکہ ہے ہی نہیں اخروی زندگی۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر تم نے اس اقوم ہدایت کے مطابق زندگی نہ گزاری تو

اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا

(بنی اسرائیل آیت ۱۱)

جس طرح اس پر عمل کرنے والوں اور مقبول اعمال صالحہ بجا لانے والوں کے لئے اجر کبیر ہے اسی طرح جو اس پر عمل نہیں کرتے اُن کے لئے ایسا دردناک عذاب ہے کہ جیسے سورج کے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے اور اجر کبیر کا ہمیں وارث بنائے۔ ان ہر دو جنتوں میں، اس دُنیا کی جنت میں بھی اور مرنے کے بعد جو جنت ہے اُس میں بھی۔ آمین ؛

(الفضل ۴ مارچ ۱۹۸۱ء)

تفسیر و ترجمہ قرآن کریم کے حقیقی معیار

مکرم منیر احمد صاحب خادم چک ۱۸۴-۷ آر ضلع بہاولنگر

قرآن عظیم، فرقانِ حمید ایک زندہ اور زندگی بخش کلام اللہ ہے جو ہمارے آقا و مولا رسولِ خدا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر چودہ سو سال قبل نازل ہوا۔ چونکہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔ "اے رسول! ہم نے تجھے سارے جہانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے"۔ نیز فرمایا: وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا "اور ہم نے تجھے تمام انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے"۔

پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قیامت تک روئے زمین کے مشرق و مغرب، شمال و جنوب اور دُور و نزدیک بسنے والے تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں۔ اس لئے ضروری تھا کہ آپؐ پر نازل ہونے والی کتاب بھی خاتم الکتب اور سارے زمانوں اور تمام انسانوں کے لئے ہوتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کا اعلان بھی فرمایا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ تمام قسم کی تعریفوں کا مستحق اللہ ہے جو سب جہانوں کا رب ہے۔ سب جہانوں اور زمانوں کے تمام انسانوں کی مادی و روحانی ربوبیت نشوونما اور پرورش کرنے والا ہے اور پھر فرمایا کہ ربّ العالمین خدا نے رحمۃ للعالمین رسولؐ پر دائمی اور ابدی کتاب اتاری وہ بھی "ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ" ہے۔ تمام جہانوں کے لئے موجبِ نصیحت ہے۔ یہ ہے مذہب اسلام، قرآن کریم، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالےٰ کی وہ شان جس میں عالمگیر اور ہمہ گیر ہونے اور دائمی و ابدی ہونے کے پہلو کو نمایاں کیا گیا ہے جن کا فیض اور برکت و تاثیرات ابد الآباد تک جاری و ساری رہیں گی۔ اور نسلِ انسانی کی رہنمائی و بھلائی کا یہ بحرِ بیکراں تشنگانِ راہِ حق کی پیاس بجھاتا اور انہیں محبت و معرفت و لقائے الٰہی کے زندگی بخش جام پلاتا رہے گا۔

جہاں تک قرآن مجید کا تعلق ہے وہ ایک بلند شان ربانی کلام اور کتاب ہے جو دنیا میں اس لئے بھیجی گئی ہے کہ اسے کثرت سے پڑھا جائے۔ کثرت سے لکھا جائے۔ کثرت سے بار بار چھاپ کر ملک ملک اور قریہ قریہ میں شائع کیا جائے۔ پھیلایا جائے اس کو سمجھنے اور سمجھانے کی پوری کوشش کی جائے اس کے مفاہیم و مطالب پر غور و تدبر کر کے اس کے نور سے روشنی حاصل کی جائے۔ اس کی تعلیمات کو اپنی زندگی کے ہر موقع پر، ہر موڑ پر، ہر مسئلہ اور ہر راہ میں مشعلِ راہ بنایا جائے۔ اس پر عمل کر کے اپنی دنیا اور عاقبت کو سنوارا جائے۔ اس سے رہنمائی حاصل کر کے اپنے اور دنیا کے مسائل کو حل کیا جائے۔ اپنے اور دنیا کے دکھوں کو دور کیا جائے۔ اپنے اور دنیا کے تمام انسانوں کی سچی خوشحالی اور حقیقی مسرت اور اطمینان کے سامان پیدا کئے جائیں۔ لیکن یہ سب کچھ جبھی ممکن ہے جب ہم جو اللہ کی اس آخری کتاب پر ایمان لائے ہیں اس کے ترجمہ اور تفسیر کو سیکھیں۔ اور اس کی پاک تعلیم پر عمل کر کے اپنے تئیں دوسروں کے لئے نمونہ بنا کر پیش کریں۔ جہاں تک ترجمہ و تفسیرِ قرآن کا تعلق ہے یہ کام گزشتہ چودہ صدیوں سے جاری ہے اور خدا کے بعض خاص بندوں نے ہر زمانہ میں اس زمانہ کی ضرورت کے مطابق اور اپنے ظرف کے مطابق قرآن کریم کے تراجم کئے۔ اور تفسیریں لکھیں۔ یہ مقدس کام عربیوں نے بھی کیا اور عجمیوں نے بھی سرانجام دیا۔ اور فائدہ اٹھانے والوں نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ ترجمہ قرآن کا کام انتہائی ذمہ داری کا کام ہے۔ اور آگے اس کی تفسیر و تشریح اس سے بھی زیادہ نازک معاملہ ہے جسے حقیقی طور پر صرف عارف باللہ اور مطہّر وجود انجام دے سکتے ہیں۔ جن کا اپنے ربّ سے ذاتی تعلق ہو اور وہ ربِّ کریم کی عطا کردہ رہنمائی اور تفہیم اور القاء اور تائید سے مؤیّد اور فنافی اللہ کے مقام پر فائز اور "اَلرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ" ہوں۔

ترجمہ قرآن کے متعلق عام اصول یہی ہے کہ قرآن کریم کا ہر وہ ترجمہ صحیح و مسلّمہ اور مستند ہے جو لغتِ عرب، محاورہ عرب کے مطابق ہو۔ اور قرآن کریم کے سیاق و سباق سے ہم آہنگ ہو اور کسی لفظ یا آیت کا ترجمہ قرآن کریم کی کسی دوسری آیت یا لفظ سے متصادم یا متضاد نہ ہو۔ اور اس میں اوّل سے آخر تک اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام رسولوں نبیوں، فرشتوں، قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عصمت، شان اور عظمت کے خلاف کوئی بات نہ پائی جاتی ہو بلکہ اس ترجمہ کے پڑھنے سے ان سب سے محبت بڑھے۔ ان کی صداقت و حقانیت اور احترام دل میں جاگزیں ہو۔ یہ نہ ہو کہ ایسا ترجمہ کر دیا جائے کہ مثلاً خدا کے فلاں نبی نے نعوذ باللہ جھوٹ بولا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ اس نبی (بلکہ ہر نبی) کے بارے میں یہ اعلان فرما رہا ہے کہ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا۔ یقیناً وہ سچا نبی ہے۔ نبی تو جھوٹ اور باطل کا قلع قمع کرنے آتے ہیں۔ اور صداقت شعاری اور راست بازی کا خوگر بنانے آتے ہیں۔ وہ تو اس لئے آتے ہیں کہ بندگانِ خدا کو سچائی کا ایسا درس دیں، ایسا متوالا بنا دیں کہ کسی امتحان و ابتلاء کے موقع پر حق و صداقت پر آنچ نہ آنے دیں۔ جان جائے تو جائے حق و سچ اور ایمان کا دامن ہاتھ سے نہ جائے۔ پس خدانخواستہ کوئی ایسا ترجمہ ہو جس میں صریح ظلم کی راہ سے خدا کے کسی نبی کو جھوٹا ثابت کرنے کا پہلو نکلتا ہو تو وہ ترجمہ غلط اور غیر مستند اور غیر مسلّمہ اور ناقابلِ قبول ہوگا۔ اور مردود ہوگا۔ اور اللہ کے کلام قرآن کا ترجمہ نہ ہوگا بلکہ اس مترجم کی نادانی و جہالت و سیاہ باطنی کا مظہر ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی آیت کا یہ ترجمہ کر دے کہ فلاں مخلوق کو خدا نے حکم دیا کہ فلاں غیر اللہ کے آگے سجدہ ریز ہو جائے تو چونکہ یہ بات شرک میں داخل ہے اور قرآن کریم شرک کی سخت مذمت کرتا ہے اور واضح الفاظ میں حکم دیتا ہے کہ سوائے اللہ کے کسی کے آگے سجدہ نہیں کرنا۔ اس لئے ایسا ترجمہ بھی غلط اور غیر مستند اور من مانا ہوگا جس میں شرک کی نجاست بھری گئی ہو۔ کیونکہ شرک کبھی کسی زمانہ میں بھی کسی لحہ بھی جائز نہ تھا۔ توحید کی تعلیم ہر نبی نے دی۔ اور اس کی پابندی ہر چھوٹے بڑے، نبی غیر نبی، فرشتہ یا آدمی سب پر لازم رہی ہے اور لازم رہے گی۔ کیونکہ توحید سب سے بڑی، سب سے پہلی، سب سے آخری اور دائمی صداقت ہے۔ اور شرک ظلم عظیم تھا، ظلم عظیم ہے، اور ظلم عظیم ہی قرار پاتا رہے گا۔

اسی طرح اگر قرآن کریم کے کسی ترجمہ میں سید الانبیاء، خیر المرسلین و خاتم النبیین، حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف (نعوذ باللہ) گناہ کا لفظ "ذنب" کا لفظ منسوب کیا گیا ہو تو وہ ترجمہ انتہائی ظالمانہ اور قابلِ نفرین اور مردود ہوگا۔ کیونکہ ہر نبی اور رسول معصوم عن الخطاء ہوتا ہے۔ اور سیدنا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو نبیوں اور رسولوں اور تمام پاکوں کے سرتاج ہیں جو گناہ، ہر قسم کے گناہ سے لوگوں کو پاک کرنے کے لئے مبعوث ہوئے اور قرآن حکیم نے آپؐ کے بارے میں فرمایا کہ "وَيُزَكِّيْهِمْ" یعنی حضور پُر نور صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں کو پاک کرنے (اور گناہ کے گند سے نکالنے) کے لئے تشریف لائے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ ۔

پس ترجمہ قرآن کریم حقیقی اور صحیح رنگ میں جس میں مذکورہ بالا قسم کی کوئی لغزش نہ ہو۔ یہ مطہرین اور "رَاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ" کا ہی کام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:-

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۝ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۝ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

(الواقعہ ع ۳)

"یقیناً یہ قرآن بڑی عظمت والا ہے اور ایک چھپی ہوئی کتاب میں موجود ہے۔ اس (قرآن) کی حقیقت کو وہی لوگ پاتے ہیں جو مطہّر ہوتے ہیں۔ اس کا اترنا ربّ العالمین خدا کی طرف سے ہے"۔

قرآن کریم کے عظیم عاشق و فدائی اور خادمِ قرآن سلطان القلم والبیان بانیٔ احمدیت حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیر کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:-

"ہر چند میرا مذہب یہی ہے کہ قرآن اپنی تعلیم میں کامل ہے اور کوئی صداقت اس سے باہر نہیں۔ کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے: وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۔ یعنی ہم نے تیرے پر وہ کتاب اتاری ہے جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور پھر فرماتا ہے مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ یعنی ہم نے اس کتاب سے کوئی چیز باہر نہیں رکھی۔ لیکن ساتھ اس کے یہ بھی میرا اعتقاد ہے کہ قرآن کریم سے تمام مسائلِ دینیہ کا استخراج و استنباط کرنا اس کی مجملات کی تفاصیل صحیحہ پر حسب منشائے الٰہی قادر (ہونا) ہر ایک مجتہد اور مولوی کا کام نہیں بلکہ یہ خاص طور پر ان کا کام ہے جو وحی الٰہی سے ..... مدد دیئے گئے ہوں ..... جو لوگ وحی و ولایت عظمیٰ کی روشنی سے منور ہیں وہ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ کے گروہ میں داخل ہیں۔ ان سے بلاشبہ عادت اللہ یہی ہے کہ وقتاً فوقتاً دقائق مخفیہ قرآن کے ان پر کھولتا رہتا ہے"۔

(الحق مباحثہ لدھیانہ ۸۰)

نیز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:-

۱۔ "کسی قرآنی آیت کے معنے ہمارے نزدیک وہی معتبر اور صحیح ہیں جس پر

قرآن کے دوسرے مقامات بھی شہادت دیتے ہوں۔ کیونکہ قرآن کی بعض آیات بعض کی تفسیر ہیں۔"

(آریہ دھرم صفحہ ۶۳)

۲۔ "قرآن شریف حکمتوں اور معارف کا جامع ہے اور وہ رطب و یابس فضولیات کا کوئی ذخیرہ اپنے اندر نہیں رکھتا۔ ہر ایک امر کی تفسیر وہ خود کرتا ہے اور ہر ایک قسم کی ضرورتوں کا سامان اُس کے اندر موجود ہے۔ وہ ہر ایک پہلو سے نشان اور آیت ہے۔"

(ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۳۴۲)

ترجمہ و تفسیرِ قرآن کے بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں کہ:-

"یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ ہم الٰہی کلام کی کسی آیت میں تغیر اور تبدیل اور تقدیم اور تاخیر اور فقرات تراشی کے مجاز نہیں ..... ہم قرآن کی ترصیع اور ترتیب کو زیر و زبر نہیں کر سکتے ...... اگر ایسا کریں تو عند اللہ مجرم اور قابلِ مواخذہ ہیں۔"

(اتمام الحجّہ صفحہ ۱۹)

جماعتِ احمدیہ کے افراد اپنے تئیں انتہائی خوش نصیب سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مامور حکم و عدل حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی بابرکت رُوحانی و آسمانی رہنمائی میں اُنہیں ترجمہ و تفسیرِ قرآن کو حقیقی اور صحیح رنگ میں دُنیا میں پھیلانے کی سعادت مِل رہی ہے۔ حضرت بانی اور آپؑ کے جانشینوں قدرتِ ثانیہ کے تینوں مظاہر سیدنا حضرت مولانا نور الدین، سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مُصلح موعود (نور اللہ مرقدھما) اور سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ذریعہ قرآن حکیم کی حقیقی تفسیر اور ترجمہ گزشتہ ۹۲ سال سے لاکھوں کی تعداد میں دُنیا بھر میں پھیلایا اور پہنچایا جا چکا ہے۔ اب بھی بڑی سُرعت سے یہ مقدس فرض انجام دیا جا رہا ہے۔

تدبّر فی القرآن کا حُکم قرآن کریم میں موجود ہے۔ اِس لئے گزشتہ تراجم اور تفاسیر سے استفادہ کرنے کے ساتھ ساتھ آئندہ بھی تا قیامت قرآن کریم کے بحرِ بیکراں سے علوم و معارف اور حق و حکمت کے بیش قیمت موتی، ہیرے اور جواہرات تلاش کئے جاتے رہیں گے۔ تا کہ ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق ہر نسل قرآنی ہدایات اور انوار سے منوّر حقیقی فلاح سے ہمکنار ہوتی چلی جائے۔ قرآن کریم کے معارف، حقائق اور برکات غیر محدود ہیں۔ اور ہر زمانہ میں تازہ پھل کی طرح موجود رہتے ہیں۔ وہ پہلے ہی ختم نہیں ہو گئے۔ پہلے مفسّرین نے ہی اُن کا احاطہ نہیں کر لیا۔ نہ موجودہ مفسّرین نے ان سب کو بیان کر دیا ہے۔ بلکہ قیامت تک ثمرات و برکاتِ قرآنی نئے سے نئے ظاہر ہوتے رہیں گے۔ اُن سے استفادہ کرنے اور صحیح اور حقیقی ترجمہ اور تفسیر کرنے کے لئے حضرت اقدس بانیٔ احمدیت نے جو نہایت محکم بنیادی اور اصولی معیار مقرر فرمائے ہیں وہ ہر احمدی کے پیشِ نظر رہنے چاہئیں۔ اور ان کو کبھی نظر انداز نہ کرنا چاہیئے۔ تا کہ ٹھوکر نہ لگے۔ حضرت اقدس کے قلمِ فیض رقم کا رشحہ یہ ہے وہ مندرجہ ذیل سات معیار ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام اپنی تصنیفِ لطیف "برکات الدُّعاء" میں فرماتے ہیں کہ:-

"جاننا چاہیئے کہ سب سے اوّل معیار تفسیر صحیح کا شواہد قرآنی ہیں۔ یہ بات نہایت توجہ سے یاد رکھنی چاہیئے کہ قرآن کریم اور معمولی کتابوں کی طرح نہیں جو اپنی صداقتوں کے ثبوت یا انکشاف کے لئے دُوسرے کا محتاج ہو۔ وہ ایک ایسی متناسب عمارت کی طرح ہے جس کی ایک اینٹ ہلانے سے تمام عمارت کی شکل بگڑ جاتی ہے اس کی کوئی صداقت ایسی نہیں ہے جو کم سے کم دس یا بیس شاہد اُس کے خود اُسی میں موجود نہ ہوں۔ سو اگر ہم قرآن کریم کی ایک آیت کے ایک معنی کریں تو ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ ان معنوں کی تصدیق کے لئے دُوسرے شواہد قرآن کریم سے ملتے ہیں یا نہیں۔ اگر دُوسرے شواہد دستیاب نہ ہوں بلکہ ان معنوں کی دُوسری آیتوں سے صریح معارض پائے جائیں تو ہمیں سمجھنا چاہیئے کہ وہ معنی باطل ہیں کیونکہ ممکن نہیں کہ قرآن کریم میں اختلاف ہو۔ اور سچے معنوں کی یہی نشانی ہے کہ قرآن کریم میں سے ایک لشکر شواہدِ بیّنہ کا اس کا مُصدّق ہو۔

دوسرا معیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ سب سے زیادہ قرآن کے معنے سمجھنے والے ہمارے پیارے اور بزرگ نبی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تفسیر ثابت ہو جائے تو مُسلمان کا فرض ہے کہ بلا توقّف اور بلا دغدغہ قبول کرے۔ نہیں تو اس میں الحاد اور فلسفیت کی رگ ہوگی۔

تیسرا معیار صحابہ کی تفسیر ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرتؐ کے نوروں کو حاصل کرنے والے اور **علمِ نبوت** کے پہلے **وارث** تھے۔ اور خدا تعالیٰ کا اُن پر بڑا فضل تھا اور نصرتِ الٰہی اُن کی قوتِ مدرکہ کے ساتھ تھی۔ کیونکہ اُن کا نہ صرف قال بلکہ حال تھا۔

چوتھا معیار خود اپنا نفسِ مطہّر لے کر قرآن کریم پر غور کرنا ہے۔ کیونکہ نفسِ مطہّرہ سے قرآن کریم کو مناسبت ہے۔ اللہ جلّشانہٗ فرماتا ہے لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ۔ یعنی قرآن کریم کے حقائق صرف اُن پر کھلتے ہیں جو پاک دِل ہوں۔ کیونکہ مطہّر القلب انسان پر قرآن کریم کے پاک معارف بوجہ مناسبت کُھل جاتے ہیں۔ اور وہ اُن کو شناخت کر لیتا ہے اور سُونگھ لیتا ہے۔ اور اس کا دِل بول اُٹھتا ہے کہ ہاں یہی راہ سچی ہے۔ اور اُس کا نورِ قلب سچائی کی پرکھ کے لئے ایک عمدہ معیار ہوتا ہے۔ پس جب تک انسان صاحبِ حال نہ ہو اور اس تنگ راہ سے گزرنے والا نہ ہو جس میں انبیاء علیہم السّلام گزرے ہیں تب تک مناسب ہے کہ گستاخی اور تکبّر کی جہت سے مفسّرِ قرآن نہ بن بیٹھے۔ ورنہ وہ تفسیر بالرائے ہو گی۔ جس سے نبی علیہ السّلام نے منع فرمایا ہے۔ اور کہا ہے کہ مَنْ فَسَّرَ الْقُرْاٰنَ بِرَاْیِہٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَأَ یعنی جس نے صرف اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کی اور اپنے خیال میں اچھی کی۔ تب بھی اُس نے بُری تفسیر کی۔

پانچواں معیار لغتِ عرب بھی ہے۔ لیکن قرآن کریم نے اپنے وسائل آپ اس قدر قائم کر دیئے ہیں کہ چنداں لغاتِ عرب کی تفتیش کی حاجت نہیں۔ ہاں موجبِ زیادتِ بصیرت بے شک ہے بلکہ بعض اوقات قرآن کریم کے اسرارِ مخفیہ کی طرف لغت کھودنے سے توجہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ایک بھید کی بات نکل آتی ہے۔

چھٹا معیار رُوحانی سلسلہ کے سمجھنے کے لئے سلسلہ جسمانی ہے۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ کے دونوں سلسلوں میں بکلّی تطابق ہے۔

ساتواں معیار وحی ولایت اور مکاشفات محدّثین ہیں۔ اور یہ معیار گویا تمام معیاروں پر حاوی ہے کیونکہ صاحبِ وحی محدّثیت اپنے نبی متبوع کا پورا ہمرنگ ہوتا ہے۔ اور بغیر نبوّت اور تجدیدِ احکام کے وہ سب باتیں اس کو دی جاتی ہیں جو نبی کو دی جاتی ہیں۔ اور اس پر یقینی طور پر سچی تعلیم ظاہر کی جاتی ہے۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ اُس پر وہ سب اُمور بطور انعام و اکرام کے وارد ہو جاتے ہیں جو نبی متبوع پر وارد ہوتے ہیں۔ سو اُس کا بیان محض اٹکلیں نہیں ہوتیں بلکہ وہ دیکھ کر کہتا ہے اور سُن کر بولتا ہے۔ اور یہ راہ اِس اُمّت کے لئے کُھلی ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ وارثِ حقیقی کوئی نہ رہے۔"

(برکات الدعا صفحہ ۱۸ تا ۲۱)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان ساتوں معیاروں کے مطابق قرآن کریم پر غور و تدبّر کرنے کی توفیق عطا کرتا رہے۔ اور اُنہی کی روشنی میں قرآنی معارف کو دُنیا میں پھیلاتے چلے جانے کی توفیق بخشے۔ اور حضرت اقدسؑ کی کتب اور آپؑ کے جانشینوں کے خطبات و تحریرات بغور پڑھتے رہیں اور اُن سے استفادہ کرنے کی سعادت عطا فرماتا رہے۔ کہ ان میں ان ساتوں معیاروں کی خوبیاں بفضل اللہ تعالیٰ موجود ہیں۔

ہے علومِ شرع کی اِک کان تفسیرِ صغیر

پڑھ ضرور اے عاشقِ قرآن تفسیرِ صغیر — ہے علومِ شرع کی اِک کان تفسیرِ صغیر
مصلحِ موعودؓ کو حق سے مِلا قرآن کا علم — اِس حقیقت کی ہے اِک برہان تفسیرِ صغیر
عصرِ حاضر کے نئے حالات کے پیشِ نظر — راحم ہے نعمتِ رحمٰن تفسیرِ صغیر
ہے سلیس اُردو میں اچھے ترجمہ کی گر تلاش — کر طلب اور پاس رکھ ہر آن تفسیرِ صغیر
"ترجمہ" کرنے میں جب کوئی تجھے مشکل پڑے — دیکھ فوراً لا کے اے انجان تفسیرِ صغیر
خدمتِ قرآں کی خاطر وقف ہے جن کی حیات — اُن کی ہے محبوب و حرزِ جان تفسیرِ صغیر
جو تلاشِ حق میں سرگرداں اور بے چین ہیں! — اُن کی ہے تسکین کا سامان تفسیرِ صغیر
الحذر اے دشمنِ قرآں کہ تیرے سر پہ ہے — تیغِ ابنِ مہدیٔ دوران تفسیرِ صغیر

اے خدا بر تربتِ اُو بارشِ رحمت ببار
لکھ گئے جو اس قدر ذی شان تفسیرِ صغیر

(از محترم محمد صدیق صاحب امرتسری بحوالہ الفرقان ربوہ مارچ ۱۹۷۲ء)

تلاوتِ قرآن مجید اور اسکے آداب

از مکرم مولوی عبد المنان صاحب شاہد مربی سلسلہ احمدیہ مقیم ساہیوال

اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ شانہٗ وعزّ اسمہٗ قرآن مجید کی تلاوت کے بارہ میں فرماتا ہے۔
فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ
(مزمل ۲۱)
یعنی قرآن مجید میں سے جتنا بھی میسر ہو تم پڑھا کرو۔
قرآن مجید کی تلاوت میں کتنے رکوع اور کتنی سورتیں پڑھی جائیں اپنے اپنے حالات اور وقت اور موقعہ کے لحاظ سے تلاوت کی جا سکتی ہے بعض کہتے ہیں کہ ایک وقت میں کم از کم چار رکوع پڑھنے چاہئیں البتہ تلاوت قرآن مجید کے متعلق چند ایک آداب کو ملحوظ رکھنا نہایت ضروری ہے۔
اس موقعہ پر قرآن مجید کی ظاہری و باطنی حفاظت عزت و عظمت اور آداب و ہدایات کے بارہ میں چند ایک امور تحریر ہیں۔ وباللہ توفیق۔
قرآن مجید پڑھنے والا ظاہری و جسمانی طور پر پاک و صاف ہو یعنی غسل لم جنبی۔ حائضہ۔ مستحاضہ وغیرہ نہ ہو۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:-
لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝
(واقعہ ۸۰)
کہ مطہر لوگ ہی قرآن مجید کو چھوئیں اس کا مطلب یہ ہے کہ حتی الامکان ظاہری طور پر وضو کر کے صفائی و پاکیزگی کو مدّ نظر رکھ کر تلاوت قرآن کریم کی جائے۔ اور باطنی اور معنوی طور پر اس کے یہ معنے ہیں کہ قرآن مجید کے حقائق و معارف اور نکاتِ جدیدہ سے وہی لوگ بہرہ ور ہوتے ہیں جو باطنی پاکیزگی کے مالک ہیں اور قلبی لحاظ سے پاک اور مطہر ہیں۔ گنہگار اور بدکردار لوگ قرآن مجید کے دقائق حاصل نہیں کر سکتے۔
قرآن مجید کی تلاوت سے قبل تعوّذ پڑھا جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:-
فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
(نحل - ۹۹)
کہ جب تو قرآن کریم پڑھے تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھا کرو۔
یعنی دھتکارے ہوئے شیطان کے حملہ سے محفوظ رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیا کرو۔
تلاوتِ قرآن کریم اس کے تلفظ اور مخرج کے لحاظ سے صحیح طور پر ادا ہونی چاہئے اور کھڑی زبر اور زیر اور تشدد اور مد پوری طرح ادا کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اُمّ الالسنہ عربی زبان کے الفاظ کے حروف الگ الگ ایسے رنگ میں مقرر فرمائے ہیں کہ اس پر اگر زیر زبر پیش اور تشدد یا مد پڑھی جائے تو قرآن مجید صحت کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہے۔ غلطی کا امکان نہیں رہتا۔ قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر خوش الحانی سے پڑھا جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ تلاوت قرآن کریم کے بارہ میں فرماتا ہے:-
وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا
(مزمل - ۵)
کہ قرآن مجید ترتیل کے ساتھ پڑھا جائے۔
حدیث شریف میں آتا ہے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ
(بخاری شریف مشکوٰت فضائل القرآن)
کہ وہ شخص ہمارے طریقہ اور ہماری سنت کے مطابق عمل کرنے والا نہیں ہے جو قرآن مجید کو خوش آواز کے ساتھ اور خوش الحانی سے نہیں پڑھتا۔
اسی طرح براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
زَيِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ
(سنن ابی داؤد شریف کتاب فضائل القرآن)
کہ تم اپنی عمدہ آوازوں سے قرآن مجید کو زینت دو یعنی خوبصورت اور عمدہ آواز سے اللہ تعالیٰ کی کلام کو پڑھا کرو۔
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-
"خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنا بھی عبادت ہے۔"
(الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۳ء)
گویّوں اور قوالی کرنے والوں کی طرح قرآن مجید پڑھنا منع ہے۔ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ
"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ وَاَصْوَاتِهَا"
کہ تم عربوں کے طریقہ اور ان کے لحن اور لہجہ پر قرآن مجید پڑھا کرو اور ان کی آوازوں کو اختیار کرو "وَاِيَّاكُمْ وَلُحُوْنَ اَهْلِ الْعِشْقِ وَلُحُوْنَ اَهْلِ الْكِتَابَيْنِ"
تم عشاق (غزل خواں) اور اہل کتاب کا لحن اور لب و لہجہ اختیار کرنے سے بچو وَسَيَجِيْءُ بَعْدِيْ قَوْمٌ يُرَجِّعُوْنَ بِالْقُرْاٰنِ تَرْجِيْعَ الْغِنَاءِ وَالنَّوْحِ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ۔
(مشکوٰۃ شریف جلد ۲)
کہ میرے بعد ایک ایسی قوم آئے گی جو راگ اور گانے والوں اور نوحہ کرنے والوں کی طرح قرآن مجید بنا سنوار کر پڑھیں گے مگر قرآن مجید ان کی فصیلوں سے آگے نہ گذرے گا یعنی ان کے دلوں پر قرآن مجید پڑھنے کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ اور نہ ہی وہ اس پر عمل کرنے والے ہوں گے مگر تمام لوگ ان کو اچھا سمجھیں گے یعنی غزلوں اور شعروں کی طرح قرآن مجید پڑھنے اور موسیقی کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔
اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا اَذِنَ لِنَبِيٍّ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْاٰنِ
(متفق علیہ)
کہ نہ ہی اللہ تعالیٰ اور نہ ہی نبی نے سوائے قرآن مجید کے کسی اور چیز کو تغنی سے پڑھنے اور سننے کو پسند فرمایا۔
اسی طرح حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کے بارہ میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا۔
"قِرَاءَةً مُفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا"
(ترمذی شریف کتاب فضائل القرآن جلد ۲)
یعنی حضور کی قرأت بالکل واضح اور حرف حرف جدا جدا ہوتی تھی۔
اسی طرح ان سے ہی روایت ہے کہ "كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُقَطِّعُ قِرَاءَتَهٗ يَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ثُمَّ يَقِفُ ثُمَّ يَقُوْلُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثُمَّ يَقِفُ۔" (ترمذی شریف)
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید جدا جدا کر کے پڑھتے تھے یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ پڑھ کر ٹھہر جاتے تھے پھر الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر ٹھہر جاتے تھے یعنی درمیان میں وقفہ کرتے تھے۔
تلاوتِ قرآن کریم ترتیب وار کرنی چاہئے یہ نہیں ہونا چاہئے کہ جہاں سے قرآن مجید کھل گیا وہاں سے ایک رکوع یا دو رکوع پڑھ لئے اور بس۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی ظاہری ترتیب خود مقرر فرمائی ہے اس کے معانی و مطالب کے لحاظ سے بھی ترتیب ہے اور اسکے ظاہری الفاظ و عبارات میں بھی خاصی ترتیب پائی جاتی ہے پس قرآن مجید کے ادب کو ملحوظ رکھنے کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ اسے ترتیب وار پڑھا جائے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں (ملفوظات)
"جیسے قرآن شریف کا باطن معجزہ ہے۔ ایسے ہی اس کے ظاہر الفاظ اور ترتیب بھی معجزانہ ہے۔"
(الملفوظات احمدیہ جلد ۵ صفحہ ۹۱)
قرآن کریم بڑے خوف، غم، رقت، خشیت اور حضور قلب سے پڑھنا چاہئے۔ یہ جاہ و جلال والے رب العالمین کی عظیم کلام ہے یہ کوئی معمولی کلام نہیں ہے بلکہ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔
"اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ"
(سورہ زمر ۲۴)
اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے بہتر سے بہتر بات یعنی وہ کتاب اتاری ہے جو متشابہ ہے (یعنی اس کے بعض

مضمون کتب سابقہ میں پائے جاتے ہیں) اور اس کے مضمون نہایت اعلیٰ ہیں جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے جسموں کے رونگٹے اس کے پڑھنے سے کھڑے ہو جاتے ہیں پھر ان کے چمڑے اور دل نرم ہو کر اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف جھک جاتے ہیں۔ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے یعنی قرآن جس ہدایت کا مالک ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے جس کے ذریعہ سے وہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

نیز فرمایا:۔

"اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ" (انفال ۳)

مومن تو صرف وہی ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے اس کی آیات پڑھی جائیں تو وہ ان کے ایمان کو بڑھا دیں اور نیز مومن وہ ہیں جو اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔

حضرت طاؤسؒ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ

"اَیُّ النَّاسِ اَحْسَنُ صَوْتًا لِلْقُرْاٰنِ وَاَحْسَنُ قِرَاءَۃً قَالَ اِذَا سَمِعْتَہٗ یَقْرَأُ اُرِیْتَ اَنَّہٗ یَخْشَی اللّٰہَ" (مشکوٰۃ شریف جلد۱)

کہ کونسا شخص اچھی آواز سے قرآن مجید پڑھتا ہے اور کس کی قرأت اچھی ہوتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ جب تو اس سے قرآن مجید سنے تو تو معلوم کرے کہ وہ اس رنگ میں تلاوت کر رہا ہے کہ اس کا دل خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے یعنی اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی خشیت پیدا ہوتی ہے۔ صحابہ کرامؓ خصوصاً حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب قرآن مجید پڑھتے تو ان پر رقت و خشیت کا عالم طاری ہو جاتا تھا اور وہ روتے تھے ان کی آنکھیں آنسو بہاتی تھیں

قرآن مجید پڑھنے کے لئے وقت کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ البتہ فجر کے وقت تلاوتِ قرآن مجید کا خاص بڑے ثواب اور فضیلت کا موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْدًا (سورۃ بنی اسرائیل: ۷۹)

کہ صبح کے وقت قرآن کا پڑھنا یقیناً اللہ کے حضور میں ایک مقبول عمل ہے اس آیت میں فجر کے وقت قرآن مجید پڑھنے سے مراد نماز فجر ادا کرنا بھی ہے۔ جب بھی موقع ملے قرآن کریم کی تلاوت کی جا سکتی ہے۔

قرآن مجید جب پڑھا جائے تو خاموش ہو جانا چاہئے اور پوری توجہ اور انہماک اور غور و فکر کے ساتھ اسے سننا چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ کا رحم نازل ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ہی فرماتا ہے:۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (الاعراف: ۲۰۵)

اور جب تمہارے سامنے قرآن مجید پڑھا جائے تو اس کو سنا کرو اور چپ رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے

قرآن مجید کا ترجمہ سیکھنا بڑا ضروری ہے تاکہ ہم تدبر کر سکیں اور علم ہو سکے کہ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم فرمان میں کیا حکم ہے۔ اس کی کیا دلیل ہے اور کیا حکمت ہے اور کیا مضمون بیان ہوا ہے تاکہ اس پر عمل کرنے کے لئے جذبہ۔ اُمنگ اور یقین اور شوق پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ"

کہ وہ قرآن مجید پر تدبر اور غور کیوں نہیں کرتے۔

قرآن مجید خدا تعالیٰ کی مقدس کلام ہے اور الٰہی متبرک صحیفہ ہے اس لئے اس کا ادب و احترام ضروری ہے۔ اس کی طرف پیٹھ نہ کی جائے بلکہ کوشش کرنی چاہئے کہ اسے اونچی جگہ رکھا جائے تاکہ آتے جاتے قرآن کریم کی طرف پیٹھ نہ ہو۔

اس سلسلہ میں حدیث شریف میں لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"یا اھل القرآن لا تتوسّدوا القرآن واتلوہ حق تلاوتہ من اٰناء اللیل والنھار وافشوہ وتغنّوہ وتدبّروا ما فیہ لعلکم تفلحون ولا تعجلوا ثوابہٗ فانّ لہ ثوابًا" (بیہقی فی شعب الایمان)

کہ اے قرآن والے مسلمانو! تم قرآن مجید کو تکیہ نہ بناؤ۔ یعنی اسے اپنے سر کے نیچے نہ رکھو اور قرآن مجید کی تلاوت کا جو حق ہے اسی کے مطابق تلاوت کیا کرو۔ رات اور دن کے اوقات میں اور اس کو ظاہر کرو۔ یعنی اس کی اشاعت کرو۔ اس کی تبلیغ کرو اور اسے خوش الحانی اور اچھی آواز سے پڑھا کرو اور جو اس میں اللہ تعالیٰ نے مضمون و احکام بیان فرمائے ہیں اس پر غور کرو تاکہ کامیاب ہو جاؤ اور اس کے ثواب و اجر کے لئے جلدی نہ کرو بہر حال قرآن مجید کے پڑھنے اور اس پر تدبر کرنے کا ثواب ضرور ملے گا۔

قرآن مجید ناظرہ یا اس کا ترجمہ پڑھ کر اور سیکھ کر بھلا دینا یا زبانی یاد کر کے پھر اسے بھلا دینا اچھی بات نہیں ہے۔ اسی سلسلہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"مَا مِنِ امْرِئٍ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ یَنْسَاہُ اِلَّا لَقِیَ اللّٰہَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَجْذَمَ" (سنن ابی داؤد)

کہ کوئی شخص بھی ایسا نہیں کہ جو قرآن مجید پڑھا اور اسے سیکھا اور پھر اسے بھلا دیا تو وہ قیامت کے دن مجذوم ہونے کی حالت میں اٹھے گا یعنی جس طرح کسی کے ہاتھ اور انگلیاں بیماری سے کٹ جاتی ہیں۔

پس قرآن مجید کو سیکھ کر بھلا دینا بڑا گناہ ہے اسے پڑھتے رہنا چاہئے اس سے کبھی غفلت نہیں کرنی چاہئے۔ پس قرآن کریم کے یاد رکھنے کا یہی طریق ہے کہ اسے بار بار پڑھا جائے اور دہرایا جائے۔

قرآن مجید پڑھتے وقت جن آیات میں رحمت اور فضل اور برکات اور انعامات خداوندی کا ذکر ہو انہیں پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد کی جا سکے اور سبحان اللہ، الحمد للہ پڑھا جائے اگر ایسی آیات ہوں جن میں دعا کا ذکر ہے تو دعا کی جائے اور جن میں گناہوں کی وجہ سے کسی پر عذاب اور غضب الٰہی کا ذکر ہو اور قوموں کے عبرتناک انجام کا ذکر ہو تو اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرنی چاہئے اور پوری توجہ سے استغفر اللّٰہ۔ استغفر اللّٰہ ربّی من کلّ ذنبٍ واتوب الیہ پڑھنا چاہئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو انبیاء علیہم السلام اور قوموں کے واقعات درج فرمائے ہیں وہ بالکل صحیح تاریخ ہے ان میں دراصل پیشگوئیاں ہیں کہ آئندہ ایسے حالات و واقعات پیدا ہوں گے اس لئے انسان کو ان سے نصیحت اور عبرت حاصل کرنی چاہئے۔

قرآن مجید اس رنگ میں پڑھا جائے کہ گویا یہ ابھی نازل ہو رہا ہے اور جن آیات میں احکام ہیں یعنی اوامر ہیں یا نواہی ہیں، تو پختہ ارادہ کیا جائے کہ ہم ضرور بضرور ان احکام پر کما حقہ عمل پیرا ہوں گے چھوٹی سے چھوٹی بدی کو ترک کر دیں گے جن کے کرنے اور اس کو چھوڑنے کا حکم دیا گیا ہے اور چھوٹی سے چھوٹی نیکی اختیار کریں گے جن کے اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے دراصل یہی تقویٰ ہے اگر یہ جذبہ رہے تو سب کچھ پا لیا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ نصف النہار یعنی سورج ڈھلنے کے وقت طلوع آفتاب یا غروب آفتاب کے وقت جب نماز ادا کرنی منع ہے۔ تو اس وقت قرآن مجید کی تلاوت بھی منع ہے۔ ان کی یہ بات ٹھیک نہیں بلکہ ان اوقات میں بھی تلاوت قرآن مجید جائز ہے خواہ زبانی ہو یا قرآن مجید کو دیکھ کر پڑھا جائے۔ یعنی جب کوئی قرآن مجید پڑھ رہا ہو اور سورج طلوع ہو رہا ہو تو تلاوت قرآن کریم بند نہ کرے بلکہ جاری رکھے اس طرح جب کوئی قرآن مجید پڑھ رہا ہو اور سورج ڈھلنے کا وقت ہو جائے یا تلاوت کے وقت سورج غروب ہو رہا ہو تو تلاوت ختم نہ کرے بلکہ جاری رکھے صرف نماز کی ادائیگی کی ان اوقات میں ممانعت ہے تلاوت قرآن کریم کی ممانعت نہیں ہے۔ دن پھر صبح و شام جب چاہے کی جا سکتی ہے۔

قرآن مجید کو ظاہری یا باطنی طور پر چومنا اور اسے پیار سے چھاتی سے لگانا اسی خیال سے جائز ہے کہ یہ ہمارے پیارے خدا تعالیٰ کا عظیم کلام ہے یہ متبرک، مقدس اور پیاری اور محبوب کتاب الٰہی ہے۔ سیدنا حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:۔

"دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے"

قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے دیکھا جائے کہ اگر کوئی دوست میٹھی نیند سو رہا ہو یا مطالعہ کر رہا ہو یا قریب ہی نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر الٰہی میں مشغول ہو تو بہت اونچی آواز سے تلاوت نہ کی جائے۔

وَلَا تَجْھَرْ بِالْقَوْلِ

تاکہ دوسرے کی توجہ میں خلل واقع نہ ہو ہاں علیحدگی میں جس طرح مرضی ہے پڑھے بغیر مجبوری کے منہ اور دل میں نہ پڑھے بلکہ دھیمی آواز سے پڑھ لے۔

قرآن مجید خدا تعالیٰ کا عظیم کلام ہے اس کے اوپر کوئی دوسری کوئی تاریخ یا حساب کی یا جغرافیہ یا سائنس وغیرہ کی کتاب نہ رکھی جائے اور اس کے ادب کو ملحوظ رکھا جائے کہ یہ کوئی معمولی دنیاوی کتاب نہیں ہے بلکہ عظیم خدا کا عظیم کلام ہے۔

قرآن کریم سے فال نکالنا بھی منع ہے۔ بعض لوگ اپنے سفر پر روانہ ہونے یا نہ روانہ ہونے یا کوئی اہم بات یا اہم کام کرنے سے پہلے قرآن مجید سے فال نکالتے ہیں یہ قرآن مجید کے آداب و احترام کے منافی ہے۔

قرآن مجید کی عظمت اور اس کی اعلیٰ شان کے خلاف ہے کہ اسے صرف قسم کھانے کے لئے طاقچوں پر رکھا جائے نہ اسے پڑھا جائے اور نہ ہی اس پر عمل کیا جائے۔ ویسے بھی قرآن مجید کی قسم کھانا جائز نہیں ہے کیونکہ قسم تو حاضر ناظر ذات اور عالم الغیب کی کھائی جاتی ہے قسم میں اسے گواہ بناتے ہیں کہ ہمارا قول یا ہمارا فلاں فعل ایسا ہے جیسے وہ جانتا ہے۔ حاضر ناظر عالم الغیب ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے قرآن مجید تو حاضر ناظر نہیں ہے۔ اس لئے اس کی قسم بھی جائز نہیں ہاں قرآن مجید کو نازل کرنے والی ذات خدا تعالیٰ کی ہے جو عالم الغیب ہے اسکی قسم کھائی جاتی ہے۔ جسے بطور گواہ پیش کیا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ظاہری اور باطنی بیماریوں کا علاج اور شفاء بھی رکھی ہے۔ اسے امتحان کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیئے بیمار پر قرآن مجید بھی پڑھا جائے اور دعائیں بھی کی جائیں اور اس کے ساتھ ساتھ ظاہری تدابیر بھی کی جائے۔ یعنی علاج معالجہ بھی ضروری ہے بیمار پر قرآن کریم پڑھ کر دم کرنے کے سلسلہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ (اللہ تعالیٰ ان پر اپنی خاص رحمتیں نازل فرمائے) سے حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دوست نے حضرت اقدس سے سوال کیا کہ مجھے قرآن شریف کی کوئی آیت بتلائی جائے کہ میں پڑھ کر اپنے بیمار کو دم کروں تاکہ اس کو شفاء ہو۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ بے شک قرآن شریف میں شفا ہے۔ روحانی اور جسمانی بیماریوں کا وہ علاج ہے مگر اس طرح کا کلام پڑھنے میں لوگوں کو ابتلاء ہے۔ قرآن شریف کو تم امتحان میں نہ ڈالو خدا تعالیٰ سے اپنے بیمار کے واسطے دعا کرو تمہارے واسطے یہی کافی ہے۔"

(ذکر حبیب صفحہ ۱۹۶)

قرآن کریم اگر زمین پر گر پڑے تو دل میں غم اور افسوس پیدا ہونا چاہیئے کہ کیوں گرا ہے اس کے لئے کثرت سے استغفار کیا جائے ندامت کا اظہار کیا جائے اگر صدقہ دے تو یہ بھی جائز ہے لیکن یہ درست نہیں ہے جو کہ عام لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کے وزن کے برابر گندم صدقہ میں دی جائے یعنی ترازو کے ایک پلڑے میں قرآن مجید رکھا جائے اور دوسرے پلڑے میں گندم اور برابر تول کر گندم صدقہ میں دی جائے یہ تو ویسے بھی قرآن مجید کے ادب کے خلاف ہے کہ اسے پلڑے میں رکھ کر تولا جائے ویسے گندم صدقہ میں دی جا سکتی ہے اسے قرآن کریم کے ساتھ تولنا ضروری نہیں ہے پیسے بھی صدقہ کے طور پر دیئے جا سکتے ہیں۔

تلاوت قرآن کریم کو خیرات مانگنے کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیئے۔ یہ امر قرآن مجید کے ادب کے خلاف ہے کہ الٰہی کلام کو ذریعہ آمد بنایا جائے اور اس کے ادب و احترام کا کوئی خیال نہ رکھا جائے چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت عمران بن حصینؓ نے فرمایا کہ میں ایک قصہ خوان کے پاس سے گذرا اور میں نے دیکھا کہ وہ قرآن مجید پڑھتا ہے اور پھر لوگوں سے سوال کرتا ہے اور خیرات طلب کرتا ہے۔ تو میں نے یہ دیکھ کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا۔

پھر آپؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ

مَنْ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ فَلْيَسْئَلِ اللّٰهَ بِهٖ فَاِنَّهٗ سَيَجِيْءُ اَقْوَامٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ يَسْئَلُوْنَ بِهِ النَّاسَ

(ترمذی شریف کتاب فضائل القرآن)

کہ جو شخص قرآن مجید پڑھے اور پھر وہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے نام پر لوگوں سے سوال کرے یہ ٹھیک نہیں ہے اور یہ ضرور ہے کہ کچھ لوگ ایسے پیدا ہونگے جو قرآن مجید پڑھیں گے اور پھر اس کے ذریعہ سے لوگوں سے مانگیں گے

قرآن کریم کا کچھ حصہ زبانی بھی یاد کرنا چاہیئے اس سلسلہ میں حضرت عبد اللہ عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْ جَوْفِہٖ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ کَالْبَیْتِ الْخَرِبِ (ترمذی)

کہ وہ شخص جس کے دل و دماغ میں قرآن کریم کا کچھ حصہ محفوظ نہیں یعنی اسے زبانی یاد نہیں وہ ویران گھر کی مانند ہے۔

تلاوت قرآن کریم اور اسکی عظمت

قرآن مجید اس خدائے ذوالجلال کا کلام ہے جو رب العالمین ہے اور جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ قرآن کریم کے وہی حروف وہی الفاظ وہی آیات وہی سورتیں گویا وہی مجموعہ کلام ہمارے پاس محفوظ ہے جو خدا تعالیٰ سے الہام پاکر سرور کائنات فخر موجودات سید ولد آدم حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی ہدایت و راہنمائی کے لئے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔

صرف قرآن مجید ہی ایسی الٰہی کتاب ہے جس کی ظاہری اور معنوی حفاظت کا وعدہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (حجر)

اور فرمایا

لَا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا مِنْ خَلْفِہٖ

کہ باطل اس کے آگے اور پیچھے سے اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔

قرآن مجید کے حروف و الفاظ کی عظمت اور برکت کے بارہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے

مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ فَلَہٗ بِہٖ حَسَنَۃٌ وَالْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِیْمٌ حَرْفٌ

(ترمذی شریف)

کہ جس نے کتاب اللہ قرآن سے ایک حرف بھی پڑھا اس کے عوض اسے نیکی ملے گی اور یہ ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہوگی یعنی ہر حرف پر دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

اور پھر ہمارے پیارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے بلکہ الف (ا) ایک حرف ہے اس کی دس نیکیاں لکھی جائیں گی (ل) لام ایک حرف ہے اس کے پڑھنے سے دس نیکیوں کا ثواب اسے ملے گا اور میم (م) ایک حرف ہے اس کی بھی دس نیکیوں کا ثواب ملے گا

تلاوت قرآن کریم کے سلسلہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"قرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض یہ ہے کہ اس کے حقائق و معارف پر اطلاع ملے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرے۔ یاد رکھو قرآن شریف ایک عجیب و غریب اور سچا فلسفہ ہے۔ اس میں ایک نظام ہے جس کی قدر نہیں کی جاتی۔ جب تک نظام اور ترتیب قرآن کو مدنظر نہ رکھا جاوے اور اس پر پورا غور نہ کیا جاوے۔ قرآن شریف کی تلاوت کے اغراض پورے نہیں ہونگے۔"

(الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۵ء)

سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو۔ اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اب کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے خدا نے تم پر بہت احسان کیا جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے۔ اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں

(باقی ملاحظہ کیجئے صفحہ ۱۷ پر)

اُخروی زندگی از روئے قرآن کریم

از محترم چوہدری بدرالدین صاحب عامل جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان

یہ حسین کائنات۔ یہ چمکتے ہوئے ستارے چاند سورج اور بے شمار کہکشائیں۔ اپنے محور اور مدار پر گھومتے ہوئے اربوں ارب سیارے۔ مسخر شدہ ہوائیں۔ اور گیسوں کا نظام یہ سب کچھ خالق کائنات نے ہمارے لئے پیدا کیا۔ اور پھر انسان کو اس میں اشرف المخلوقات بنا کر صفات باری کا مظہر کامل ہونے کا اعزاز دیکر سرفراز کیا۔ یہ سب کیوں اور کس لئے۔ آیا یہ سب کچھ اتفاقی طور پر وقوع پذیر ہوا! نہیں ہرگز نہیں، عقل اس خیال کو دھکے دیتی ہے اور فطرت انسانی پکارتی ہے کہ یہ سب کچھ ایک عظیم مقصد کے لئے ہی وجود میں آیا ہے۔

کسی بھی چیز کی پیدائش کی علت غائی صرف وہی صانع بیان کر سکتا ہے۔ متعین کر سکتا ہے۔ جس نے اس کا ابتدائی ماڈل تیار کیا ہو۔ پس ہمیں اس جہان رنگ و بو کی حقیقت پیدائش کو سمجھنے کے لئے خالق کائنات ہی کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے کہ وہ تمام جہان کی پیدائش اس پرورش اور اس کے انجام کے علوم کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

مذاہب عالم کی تاریخ پر نگاہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ "اُخروی زندگی" یعنی بعث بعد الموت کا مسئلہ مذہب کی جان ہے۔ اور کیوں نہ ہو۔ یہ چند روزہ زندگی ہرگز ان عظیم مقاصد کو پورا کرنے والی نہیں ہو سکتی جو انسان کی تخلیق کا باعث ہیں۔ اس لئے تمام مذاہب میں اگلی زندگی۔ یا مابعد الموت جیون کے بارہ میں نظریات پیش کئے گئے ہیں۔ لیکن اسلام نے اخروی زندگی کے بارہ میں بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے۔ اور سب سے جامع اور مکمل تعلیم۔ قرآن کریم میں اس بارہ میں دی گئی ہے۔ گو یہ ممکن نہیں کہ اس مختصر مضمون میں قرآن پاک کی حیات اخروی پر مشتمل تعلیم پورے طور پر بیان ہو سکے تاہم خلاصۃً چند باتیں عرض کرتا ہوں جس سے اس مسئلہ پر اسلام کی تعلیم کا کچھ خلاصہ آجائے۔

سمجھنا چاہیئے کہ یہ مسئلہ اس قدر اہم ہے کہ مجرد عقل اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتی جب تک الہام کی روشنی ہمیں اس کی ہدایت نہ دے۔ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

؎ عقل کو دین پہ حاکم نہ بناؤ ہرگز
یہ تو خود اندھی ہے گر نیّر الہام نہ ہو

الہام کی روشنی جب تک اس راز سے پردہ نہ اٹھائے انسان اپنے حواس خمسہ سے اس کو جاننے سمجھنے اور اس کی کنہ تک پہنچنے کے لئے چاہے جس قدر بھی زور مارے وہ اس کی حقیقت کو نہیں پا سکتا۔ پس ہمیں اس بات کو سمجھنے کے لئے قرآن کریم احادیث اور فرمودات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

جب انسان اس بارہ میں سوچنے لگتا ہے کہ اخروی زندگی کیا ہے۔ اس میں جزا اور سزا کے مسائل ذہن میں لاتا ہے۔ تو سب سے پہلا سوال اس کے ذہن میں یہ آتا ہے کہ کیا "روح" کوئی چیز ہے اگر ہے تو اس کی ضرورت اور اہمیت کیا ہے ؟ اس کے متعلق اسلام ہمیں بتاتا ہے کہ روح انسانی فی الواقع ایک چیز ہے۔ جس کے ذریعہ سے انسان لطیف روحانی علوم کو حاصل کرتا ہے۔ اسے جسم سے ایک خاص تعلق ہے۔ اور اس تعلق کے ذریعہ سے ہی اس عالم محسوسات میں انسان لطیف علوم اور حقائق الاشیاء کا ادراک کر سکتا ہے۔ روحِ انسانی کا تعلق دماغ اور دل سے ہے۔ اور رحم مادر میں انسان کی پیدائش کی ارتقائی منازل کے ساتھ ساتھ روح بھی بالیدگی حاصل کرتی جاتی ہے۔ اور جوں جوں انسانی جسم ترقی کی منازل طے کرتا ہوا تکمیل پاتا ہے۔ اس میں ایک لطیف جوہر بھی ترکیب پاتا ہوا عروج پر پہنچتا ہے۔ جس کو ہم روح کہتے ہیں۔ جب یہ جوہر جسم سے اپنا تعلق مکمل کر لیتا ہے۔ تو قلب انسانی حرکت کرنے لگتا ہے اور انسان زندہ جاوید ہستی قرار پاتا ہے۔ از روئے قرآن کریم روح انسانی پیدائش کے بعد فنا نہیں ہوتی بلکہ دائمی زندگی سے ہمکنار ہوتی ہے۔ اور جس امر کو ہم موت سے تعبیر کرتے ہیں۔ وہ روح کا جسم سے الگ ہونے کا عمل ہے۔ گو ہمارا جسم عنصری روح کے نکل جانے پر ایک لاشئ بے جان اور بیکار ہو جاتا ہے۔ روح پر یہ حالت طاری نہیں ہوتی بلکہ جس طرح رحم مادر میں جسم کی نشوونما کے ساتھ ساتھ روح کی پیدائش عمل میں آتی ہے۔ اسی طرح اس جسم سے الگ ہونے پر موجودہ روح کے اندر ایک نہایت لطیف جوہر ترتیب پانے لگتا ہے۔ اور موجودہ روح مانند اس کے جسم کے ہو جاتی ہے۔

روح اپنی طاقتوں کے اظہار کے لئے جسم چاہتی ہے۔ پس اللہ تعالےٰ کی کامل صفات کا مظہر بننے کے لئے روح کو ایک ایسے ہی لطیف وجود کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو تمام تر صفات باری اور اس کی تجلیات کا عرفان حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ پس ایک ایسی ذات جو ازل سے ہے۔ اور ابد تک قائم دائم رہے گی کا عرفان حاصل کرنے والی روح کی زندگی چند روز اس مقصد وحید کے بوجھ کو اٹھا سکنے والی نہیں ہو سکتی چنانچہ اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ۔
(سورہ مومنون ع ۶)

ترجمہ :- کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے یہ سب جہان یونہی کھیل کے طور پر پیدا کیا ہے۔ اور ایک دائمی زندگی کا سلسلہ جو بعد الموت جاری رہے تمہارے لئے مقرر نہیں کیا۔ ایسا نہیں خدا تعالیٰ بلند شان والا ہے اور سچا بادشاہ ہے۔ وہ بلا غرض اور بلا حکمت کوئی کام نہیں کرتا۔ پھر وہ ایک ہی خدا ہے اور نہایت پاکیزہ صفات کا مالک ہے۔ یہ خیال بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اس نے پیدا تو کیا ہے۔ مگر اس کی کوئی اہم غرض نہیں رکھی۔

اس حقیقت کو واضح کرنے کے بعد کہ نہ صرف مرنے کے بعد زندگی کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ بلکہ زندگی کے تسلسل کا ایک مقام وہ ہے۔ جہاں ہماری روح اس عنصری جسم کو چھوڑ کر روحانیت کی نئی سے نئی منازل کی طرف اپنا سفر شروع کرتی ہے۔ پس موت ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف انتقال کا نام ہے۔

یہ امر مسلّم ہے کہ اجر اور جزا ایسے اعمال پر ملتی ہے کہ جس میں اخفا کا پہلو ہو۔ اور انسان کوشش اور جستجو سے اس کی کھوج اور تلاش میں کامیاب ہو۔ دنیا میں بھی ایسے ہی لوگوں کو مکرم و معزز سمجھا جاتا ہے۔ جو قدرت کے پوشیدہ بھیدوں میں سے اپنی محنت اور کاوش سے کوئی نقطہ کھوج نکالنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اسی طرح اس فطرتی اصول کو جاری رکھتے ہوئے انسانی اعمال کی جزا سزا کے لئے ہی موت کا ایک درمیانی پردہ رکھا گیا ہے۔ اور اس پردہ کے ہٹ جانے پر ہر ایک روح دیکھ لے گی کہ اس نے کیا کھویا اور کیا پایا۔ اور اس امتحان میں کامیاب ہونے والی روحیں ترقیات کے ایک لامتناہی سلسلہ پر گامزن ہو جائیں گی اور سیاہ رو ناکام روحیں حسرت و یاس کی اتھاہ گہرائیوں میں ہجر و فراق کی گھڑیاں گنتی ہوں گی۔ تا وقتیکہ رحمت خداوندی انکی اس حالت پر رجوع بہ رحمت ہو کر انہیں معاف نہ کر دے۔

جس قدر بیان ہوا۔ اس کا تعلق غائب سے ہے۔ اور جن حواس خمسہ کو لے کر انسان اس دنیا میں آیا ہے۔ ان حواس میں وہ اپنی کوشش اور اکتساب سے علم غیب کا عرفان حاصل نہیں کر سکتا۔ تا وقتیکہ نیّر الہام کی روشنی اس کو نصیب نہ ہو۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نجات کا عرفان نجات یافتہ روحیں اسی عالم میں ایک تمثیل کے رنگ میں حاصل کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ اور انہیں اسی زندگی میں ہی باران رحمت کا احساس ہونے لگتا ہے۔ جب ہم اس بات کو اپنی زندگی کے مشاہدات میں پرکھتے ہیں تو ہمیں اس کا جواب اس صورت میں مل جاتا ہے کہ ہماری روح جسم سے الگ رہ کر کن حالات میں زندگی قائم رکھتی ہے۔ اس زندگی کی ادنیٰ سی مثال جس سے ہر کس و ناکس بہرہ مند ہوتا ہے۔ (باقی دیکھئے ص ۱۷ پر)

قرآن کریم کی رُوحانی تاثیرات!

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب، فضل مبلغ انچارج شاہجہانپور

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"فرقان مجید باوجود ان تمام کمالات بلاغت و فصاحت، واحاطہ حکمت و معرفت ایک روحانی تاثیر اپنی ذات بابرکات میں ایسی رکھتا ہے کہ اس کا سچا اتباع انسان کو مستقیم الحال اور منور الباطن اور منشرح الصدر اور مقبول الٰہی اور قابل خطاب حضرت عزت بنا دیتا ہے اور اس میں وہ انوار پیدا کرتا ہے اور وہ فیوض الٰہی اور تائیدات لا ریبی اس کے شامل حال کر دیتا ہے کہ جو اغیار میں ہرگز پائی نہیں جاتیں اور حضرت احدیت کی طرف سے وہ لذیذ اور دلآرام کلام اس پر نازل ہوتا ہے جس سے اس پر معلوم کھلتا جاتا ہے کہ وہ فرقان مجید کی سچی متابعت ... اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی سے ان مقامات تک پہنچ گیا ہے کہ جو محبان الٰہی کے لئے خاص ہیں .... اور انوار الٰہی کو نفس پر بارش کی طرح برستے ہوئے دیکھتا ہے اور وہ انوار کبھی انبائے غیبیہ کے رنگ میں اور کبھی علوم و معارف کی صورت میں اور کبھی اخلاق فاضلہ کے پیرایہ میں اس پر اپنا پرتو ڈالتے ہیں۔ یہ تاثیرات فرقان مجید کی سلسلہ وار چلی آتی ہیں اور جب سے کہ آفتاب صداقت ذات بابرکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آیا۔ اسی دم سے آج تک ہزارہا نفوس جو استعداد اور قابلیت رکھتے ہیں متابعت کلام الٰہی اور اتباع رسول مقبول سے مدارج عالیہ مذکورہ تک پہنچ چکے ہیں اور پہنچتے جاتے ہیں ... اور دیکھنے والوں کو صریح دکھائی دیتا ہے کہ وہ انعامات خارق عادت سے سرفراز ہیں اور کرامات عجیبہ و غریبہ سے ممتاز ہیں۔ اور محبوبیت کے آثار سے معطر ہیں اور مقبولیت کے نحوں سے متحقق ہیں اور قادر مطلق کا نور ان کی صحبت میں، ان کی توجہ میں ان کی ہمت میں، ان کی دعا میں ان کی نظر میں ان کے اخلاق میں ان کی طرز معیشت میں ان کی خوشنودی میں ان کے غضب میں ان کی رغبت میں ان کی نفرت میں، ان کی حرکت میں، ان کی سکون میں، ان کے نطق میں ان کی خاموشی میں، ان کے ظاہر میں ان کے باطن میں ایسا بھرا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ایک لطیف اور مصفا شیشہ ایک نہایت عمدہ عطر سے بھرا ہوا معلوم ہوتا ہے اور ان کے فیض صحبت اور ارتباط اور محبت سے وہ باتیں حاصل ہو جاتی ہیں کہ جو ریاضات شاقہ سے حاصل نہیں ہو سکتیں اور ان کی نسبت ارادت اور عقیدت پیدا کرنے سے ایمانی حالت ایک دوسرا رنگ پیدا کر لیتی ہے اور نیک اخلاق کے ظاہر کرنے میں ایک طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱)

درجۂ قبولیت

فرمایا:-

"قرآن شریف کی معجزانہ تاثیرات سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کی کامل پیروی کرنے والے درجہ قبولیت کا پاتے ہیں اور ان کی دعائیں قبول ہو کر خدا تعالیٰ اپنی کلام لذیذ اور پُر رعب کے ذریعہ سے ان کو اطلاع دیتا ہے اور خاص طور پر دشمنوں کے مقابل پر ان کی مدد کرتا ہے۔ اور تائید کے طور پر اپنے غیب خاص میں اُن کو مطلع فرماتا ہے۔" (چشمۂ معرفت صفحہ ۲۵۹ حاشیہ)

مکالمہ مخاطبہ

"قرآن شریف اپنی روحانی خاصیت اور اپنی ذاتی روشنی سے اپنے سچے پیرو کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس کے دل کو منور کرتا ہے اور پھر بڑے بڑے نشان دکھلا کر خدا سے ایسے تعلقات مستحکم بخش دیتا ہے کہ وہ ایسی تلوار سے بھی ٹوٹ نہیں سکتے جو ٹکڑہ ٹکڑہ کرنا چاہتی ہے وہ دل کی آنکھ کھولتا ہے اور گناہ کے گندے چشمہ کو بند کرتا ہے اور خدا کے لذیذ مکالمہ مخاطبہ سے مشرف بخشتا ہے اور علوم غیب عطا فرماتا ہے۔"

(چشمۂ معرفت صفحہ ۲۹۴)

بے نظیر اصلاح

قرآن کریم کے نزول سے عرب جیسی پسماندہ، گناہوں اور بداخلاقیوں میں ڈوبی ہوئی اور درندہ صفت قوم کی اصلاح ہوئی اور بے نظیر اصلاح ہوئی تاریخ انسانی میں اس کی مثال نہیں ملتی عرب کے وحشی قرآن کریم کے نزول سے حیوان سے انسان اور انسان سے با اخلاق انسان اور با اخلاق انسان سے باخدا انسان اور خدا نما انسان بن گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ دنیا کے معلم اور اُستاد بن گئے اور یہ درحقیقت قرآن کریم کی روحانی تاثیرات کا ہی نتیجہ ہے۔

زندہ ثبوت

ہمیں دور جانے کی ضرورت نہیں ہے دور حاضر میں خود سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقدس وجود اور حضور کے مقدس وجود کے توسط سے خلفاء کرام کے وجود میں قرآن کریم کی روحانی تاثیرات کا جیتا جاگتا زندہ ثبوت اور بے نظیر ثبوت موجود ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اسّی سے زیادہ تصانیف جو درحقیقت قرآنی تاثیرات کی ضیا پاشیاں ہیں۔ ان میں وہ حقائق و معارف اور معجزانہ کلام اور وہ سچا فلسفہ اور حکمت و دانائی کی باتیں اور پُر عظمت دلائل اور بے نظیر آسمانی نشانات بیان ہوئے ہیں کہ جن کے سامنے دنیا کے سب فلسفے اور تہذیبیں اور قوانین ماند پڑ گئے ہیں

رُوحانی مقابلہ

قرآن کریم کی رُوحانی تاثیرات جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس وجود سے ظاہر ہوئیں اور ہو رہی ہیں اور قیامت تک یہ تاثیرات کرۂ ارض کو منور کرتی رہیں گی اور کسی قلم میں یہ قوت اور طاقت نہیں ہے کہ ان تمام تاثیرات کو ضبط تحریر میں لا سکے تاہم بطور نمونہ یہ بیان کر دینا ضروری ہے کہ حضور انور نے کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر کرنے کے لئے دنیا کے تمام مذاہب کے سامنے روحانی مقابلہ کے لئے اپنے مقدس وجود کو پیش کیا اور واشگاف الفاظ میں اور انعامی چیلنجوں کے ساتھ اور تحدی کے ساتھ پیش کیا

غیر احمدی مسلمانوں کو علمی مقابلہ کی دعوت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر مذہب کے علماء کو دعوت مبارزت دی اور مذہب پر فتح پائی مشہور مذاہب کی صرف ایک ایک مثال اختصار سے پیش خدمت ہے مسلمانوں کے مخالف علماء جانتے تھے کہ حضور نے کسی عربی مدرسہ میں باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے حضور کو عربی علوم اس رنگ میں سکھا دئے کہ قرآن کریم کی روحانی تاثیرات کے نتیجہ میں وہ عربی علوم میں سب پر غالب آ گئے ایک مقام پر حضور فرماتے ہیں:-

"کیا یہ خدا تعالیٰ کا نشان نہیں کہ وہی شخص جس کی نسبت کہا گیا تھا کہ جاہل ہے اور ایک صیغہ تک اس کو معلوم نہیں وہ ان تمام مکفروں کو جو اپنا نام مولوی رکھتے ہیں بلند آواز سے کہتا ہے کہ میری تفسیر کے مقابل پر تفسیر بناؤ تو ہزار روپیہ انعام پاؤ لیکن پہلے رکھا ہوا اور کوئی مولوی دم نہیں مارتا کیا یہی مولویت ہے جس کے بھروسہ سے مجھے کافر ٹھہرایا تھا اب بتلاؤ الشیخ اب وہ الہام پورا ہوا یا کچھ کسر ہے ایک دفعہ اجازت ہے کہ میں نے اس فیصلہ کی غرض سے اور اسی نیت سے کہ تا شیخ بطالوی کی مولویت اور تمام کفر کے فتوے لکھنے والوں کی اصلیت لوگوں پر کھل جائے کتاب کرامات الصادقین عربی میں تالیف کی اور پھر اس کے بعد رسالہ نور الحق بھی عربی میں تالیف

لہٰذا اور میں نے صاف صاف اشتہار دے دیا کہ اگر شیخ صاحب یا تمام مکفر مولویوں میں سے کوئی صاحب رسالہ کرامات الصادقین کے مقابل پر کوئی رسالہ تالیف کریں تو ایک ہزار روپیہ ان کو انعام ملے گا اور اگر نور الحق کے مقابل پر لکھیں تو پانچ ہزار روپیہ ان کو دیا جائے گا لیکن وہ لوگ بالمقابل لکھنے سے بالکل عاجز رہ گئے۔"

(تبلیغ رسالت جلد ۳ صفحہ ۸۹)

عیسائی مذہب کے علماء کو دعوت مبارزت

ایک مسلمان عالم عماد الدین صاحب جو آگرہ کی شاہی مسجد کے خطیب اور مفسر قرآن بھی کہلاتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ سے قبل عیسائیت کو قبول کیا اور ان کے بعض ہم مشرب مسلمان علماء اور بھی عیسائیت قبول کر چکے تھے اور انہوں نے اپنی کتاب "توزین الاقوال" میں لکھا تھا کہ پڑھے لکھے مسلمان علماء عیسائیت قبول کر چکے ہیں اور یہ لوگ اپنے نام کے ساتھ پادری کے علاوہ مولوی بھی لکھا کرتے تھے تاکہ مسلمان عیسائیت سے متاثر ہو جائیں۔ ان حالات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیسائی علماء کو بھی ایک لاجوابدہ علمی دعوت مبارزت ان الفاظ میں دی کہ

"یہ رسالہ (نور الحق) محض پادری عماد الدین کی عربی دانی اور علمیت کے آزمانے کے لئے اور نیز ان کے دوسرے مولویوں کے پرکھنے کے لئے تالیف کیا ہے اور اس میں یہ بیان ہے کہ پادری عماد الدین صاحب اور ان کے دوسرے دوست جن کے نام ان کی فہرست میں اور نیز اس رسالہ میں بھی موجود ہیں حقیقت میں مولوی ہیں اور اسلام کے ان اعلیٰ درجہ کے فاضلوں میں سے ہیں جو عیسائی ہو گئے تو ان کو چاہیئے کہ خواہ جدا جدا اور خواہ اکٹھے ہو کر اس رسالہ کا جواب اسی حجم اور ضخامت کے لحاظ سے ویسی ہی بلیغ فصیح میں لکھیں جس طرح پر یہ رسالہ لکھا گیا ہے اور اسی قدر اس میں عربی اشعار بھی بطبع زاد درج کریں جس قدر ہمارے اس رسالہ میں لکھے گئے ہیں اگر انہوں نے عرصہ دو ماہ تک ہمارے رسالہ کی اشاعت سے ایسا کر دکھایا اور گورنمنٹ کی منصفی سے یا اگر گورنمنٹ منظور نہ کرے تو برضامندی فریقین منصف مقرر کر کے ثابت ہو گیا کہ ہمارے رسالہ کے مقابل پر ان کا رسالہ نظم و نثر میں بلحاظ دیگر مراتب قدم بہ قدم نعل بہ نعل ہے اور اس سے کم نہیں ہے تو پانچ ہزار روپیہ نقد ان کو اسی وقت بلا توقف بطور انعام دیا جائے گا۔" (تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۲)

اس کے بعد یہ مولوی اور پادری کہلانے والے عیسائی علماء لاجواب ہو کر بیٹھ گئے اور قرآن کریم کی روحانی تاثیرات کا مقابلہ نہ کر سکے

اہل ہنود کو دعوت مبارزت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نشان نمائی کا ایک عام چیلنج دے رکھا تھا کہ ایک سال تک کوئی بھی مذہبی لیڈر قادیان میں حضور کے پاس قیام کرے اور نشان دیکھے اسلام قبول کرے اس چیلنج کا امتحان کرنے کے لئے منشی اندرمن مراد آبادی نے آمادگی کا اظہار کیا مگر دو ہزار چار صد روپے پیشگی جمع کرنے کا مطالبہ کیا اس پر حضور نے یہ رقم ان کو پیشگی بھجوا دی لیکن منشی صاحب ڈر گئے اور نابھ سے بھاگ فرید آباد چلے گئے اور طرح طرح کے بہانوں سے گریز کی راہ اختیار کی حضور منشی صاحب کو انعامی چیلنج دیتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اگر آپ ایک سال تک قادیان میں ٹھہریں تو ضرور خداوند کریم اثبات حقیقت اسلام میں کوئی آسمانی نشان آپ کو دکھلا دے گا اگر اس عرصہ میں کوئی آسمانی نشان ظاہر نہ ہو تو ۲۴۰۰ روپیہ نقد بطور حرجانہ یا جرمانہ آپ کو دیا جائے گا اور اگر عرصہ مذکور میں کوئی نشان دیکھ لیں تو اسی جگہ قادیان میں مسلمان ہو جائیں چنانچہ ہم نے آپ کی تسلی کے لئے ۲۴۰۰ روپیہ نقد بھیج دیا ہے" (اشتہار ... تبلیغ رسالت جلد ۱)

منشی اندرمن تو راہ فرار اختیار کر گئے مگر کرشمہ قدرت ملاحظہ ہو کر پندرہ سال بعد لالہ اندرمن داس پلیڈر مراد آباد کے فرزند اور منشی اندرمن صاحب کے نواسے جگوتی سہائے نے اسلام قبول کر لیا ملاحظہ ہو اخبار عام بحوالہ الحکم ۲۴ اگست ۱۸۹۹ء بہر حال سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس وجود میں قرآن کریم کی روحانی تاثیرات کا یہ زبردست اور ناقابل تردید ثبوت تھا کہ ہر روحانی اور علمی مقابلہ میں حضور کو فتح نصیب ہوتی رہی

سکھ دھرم: حضرت مسیح موعود نے ایک کشفی نظارہ دیکھا تھا کہ حضرت گورو نانک رح کی تعلیمات اسلام کے عین مطابق ہیں اس کے کئی سال بعد واقعات نے بھی اس کی تائید کر دی اور معلوم ہوا کہ ڈیرہ بابا نانک میں حضرت گورو نانک رح کے تبرکات میں سے ایک متبرک چولہ ہے جس کے متعلق سکھ قوم اپنی مذہبی روایات کی بناء پر بالاتفاق تسلیم کرتی ہے کہ یہ چولا صاحب آسمان سے باوا صاحب کے لئے اترا تھا اور قدرت کے ہاتھوں سے تیار ہوا تھا اور قدرت کے ہاتھوں سے باوا صاحب کو پہنایا گیا تھا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بنفس نفیس ڈیرہ بابا نانک پہنچ کر اس چولہ صاحب کو ملاحظہ فرمایا اس پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے اور سورہ فاتحہ آیت الکرسی اور قرآن کریم کی دوسری آیات کے علاوہ "اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام" آیت قرآنی بھی لکھی ہے بہر حال قرآن کریم کی روحانی تاثیرات کے یہ زبردست ثبوت ہیں جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس وجود میں ظاہر ہوئے

روحانی تاثیرات کا ایک عالمگیر ثبوت "وفات مسیح"

اللہ تعالےٰ کے انبیاء توحید خالص کے قائم کرنے کے لئے مبعوث ہوتے ہیں۔ دور حاضر میں بھی اس کی عالمگیر سطح پر ضرورت ہے۔ عیسائی اقوام جو سیاسی اعتقادی اور مذہبی تبلیغ کے اعتبار سے تمام دنیا پر غالب آ چکی تھیں اور یہ اقوام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خدا اور خدا کا بیٹا یقین کر کے کرہ ارض پر روحانی اعتبار سے ایک فتنہ عظیم کی شکل اختیار کر چکی تھیں اور خود مسلمان علماء جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی اور رسول یقین کرتے ہیں ان کی طرف خدائی صفات منسوب کر رہے تھے اور یہ دونوں اقوام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر بجسد خاکی دو ہزار سال سے زندہ یقین کر کے ان کی آمد ثانی کے قائل تھے ایسے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی روحانی تاثیرات کا عملی ثبوت پیش کیا اور الہام الٰہی کے مطابق قرآن کریم سے تیس آیات "وفات مسیح" پر نکال کر دکھا دیں اور عیسائیوں کو بھی قرآن کریم کی اس صداقت کو ماننے کے لئے مجبور کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ صلیب پر مارے گئے نہ زندہ ہو کر آسمان پر گئے اور نہ وہ دوبارہ آئیں گے بلکہ واقعہ صلیب کے بعد جبکہ وہ بیہوشی کی حالت میں صلیب پر سے اُترے تھے علاج معالجہ کے بعد کشمیر کی طرف ہجرت کر کے سری نگر محلہ خانیار میں ایک سو بیس سال عمر پا کر فوت ہوئے اور وہاں ان کا مزار اب تک موجود ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس عقیدہ پر ان دونوں اقوام کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سخت مخالفت ہوئی مگر آج میدان صاف ہو چکا ہے غیر احمدی علماء بڑی کثرت کے ساتھ برملا وفات مسیح کا اقرار کر چکے ہیں۔ اسی طرح یورپ جو عیسائیت کا گڑھ ہے اس میں ایک بڑی مضبوط تحقیق خود عیسائی [illegible] قائم ہو چکی ہے جو بڑی کثرت کے ساتھ ایسی کتابیں شائع کر رہی ہے جن میں حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت سے نجات اور کشمیر سری نگر کی طرف ان کی ہجرت کا تذکرہ ہوتا ہے اور آسمان پر جانے کی تردید کی جاتی ہے اس کے بانی مبانی مسٹر Hans Naber ہیں اور دوسرا نام Kurt Berna اور تیسرا نام John Reban ہے یہ شخص انگلستان میں ۱۹۲۱ء میں پیدا ہوا اور ابھی زندہ ہے کیتھولک عقیدہ کا عیسائی ہے جو ان دنوں عیسائیت کے لئے درد سر بنا ہوا ہے اس نے ۱۹۴۷ء میں ایک لمبا خواب دیکھا جسے اس نے اپنی کتاب

"Jesus Did Not Perish On The Cross"

میں بھی لکھا ہے اور لکھا کہ رؤیا میں ان کو حضرت مسیح علیہ السلام کی زیارت ہوئی ۱۶ فروری ۱۹۴۷ء کی شدید رات تھی کہ صبح چار بجے اپنے والدین کے گھر اپنی خوابگاہ میں گویا ایک رنگین فلم دیوار پر چلتی ہوئی دیکھی کہ حضرت مسیح کو کس طرح صلیب سے قبل کوڑوں سے

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

قرآن مجید اور تحقیق و جستجو

از مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جس نے دنیا بھر کے مضامین کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ اس بات کا دعویٰ اس نے خود ہی کیا ہے اور اس کے بے شمار دلائل بھی دیئے ہیں۔ ساتھ ہی قرآن مجید اپنے قاری کو دعوتِ غور و فکر بھی دیتا ہے اور ان مضامین پر جو اس میں بیان ہوئے ہیں تحقیق و جستجو کی ترغیب دلاتا ہے۔ (سورہ آل عمران رکوع نمبر۱) اپنی اس شان کے لحاظ سے دنیا بھر کے مذاہب میں قرآن مجید ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔

از رُوئے قرآن مجید اس کائنات میں دو قسم کے مسائل ہیں۔

☆ ایک تو وہ جن کے متعلق تحقیق و جستجو کرنے سے انسان انہیں معلوم کر سکتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ اگر انسان ریسرچ کرے گا تحقیق سے کام لے گا تو کائنات باری میں کسی قسم کا نقص نہ پائے گا۔ (سورۃ الملک آیت نمبر۴)

☆ لیکن بعض مسائل کے بارے میں فرمایا کہ وہ ایسی گتھیاں ہیں جن کا سلجھانا عقلِ انسانی سے باہر ہے بے شک عقلِ انسانی تحقیق کرے لیکن اس کی نظر تھکی ہوئی اور ناکام واپس لوٹ آئے گی اور اسے کچھ نتیجہ نہ آئے گا (سورہ الملک آیت نمبر۵)۔ قرآن مجید میں ایک مقام پر لکھا ہے کہ جب انسان ان رازوں کو معلوم کرنے کی کوشش کرے گا جن کی طاقت خدا نے انسان کو نہیں دی تو یہ شیطانی فعل ہوگا اور جب شیطان خدائی کن سوئیاں لینے کی کوشش کرتا ہے تو فرشتے اس پر انگاروں کے ڈلے پھینک مارتے ہیں، چنانچہ موجودہ راکٹ اور مصنوعی سیارے جو دہکتے ہوئے انگاروں کی شکل میں واپس لوٹتے ہیں اسی چیز کی طرف اشارہ کرتے ہیں واللہ اعلم

قرآن مجید اعتقادی امور سے لے کر معاشی، اقتصادی، سائنسی، سیاسی، سماجی امور پر اس قدر روشنی ڈالتا ہے کہ دنیا بھر کے ماہر معاشیات، اقتصادیات، سیاسیات، سماجیات اور سائنس اس سے حتی المقدور استفادہ کر سکتے ہیں۔ لیکن قرآن مجید سے قبل جس قدر بھی کتب مقدسہ ہیں وہ ان تمام امور اور کائنات کے رازہائے سربستہ پر کچھ بھی روشنی نہیں ڈالتیں یہ کتب صرف چند اخلاقی اور اعتقادی امور پر مشتمل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پروفیسر ایس۔ ایل سھٹنا گر کو اپنی کتاب "کائنات" کے دیباچہ میں لکھنا پڑا

"مذہب اور عقائد کی دنیا ایک الگ دنیا ہے اور عقائد کو سائنس پر لاگو کرنے سے کوئی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا لہٰذا عقائد اور سائنس کا مقابلہ کرنا نہ صرف بے مقصد بلکہ غیر ضروری بھی ہے۔"

اور وہ سائنسدان جنہوں نے اپنی تحقیق کی بنیاد قرآن مجید پر رکھی ہے جن میں بطور مثال ممتاز احمدی سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کا نام پیش کیا جا سکتا ہے جنہیں حال ہی میں نوبل پرائز مل چکا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ان کی تمام تر تحقیق در ریسرچ کی بنیاد صرف ایک کتاب پر ہے جس کا نام قرآن مجید ہے۔ بقول ان کے قرآن مجید میں وہ تمام امور فی زمانہ تحقیق مکمل طور پر بیان ہیں جن کے متعلق عام انسان سوچ بھی نہیں سکتا اور جن رازوں پر سے آئندہ کسی زمانے میں پردے اٹھائے جائیں گے۔

پروفیسر عبدالسلام صاحب نے جو تحقیق کی اور آپ سے قبل اس مضمون پر جس قدر تحقیق ہو چکی ہے قرآن مجید میں اس سب کا تذکرہ موجود ہے بیالوجی اور فلکیات کے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ

⊙ ساری کائنات دہکتی ہوئی گیس پر مشتمل تھی اور پھر اس کے کچھ حصے ٹھنڈے ہو گئے۔ قرآن مجید میں لکھا ہے کہ یہ ساری کائنات پہلے ایک دھواں (یعنی گیس) کی تھی (سورۃ حم السجدہ آیت نمبر۱۲)

⊙ آئن سٹائن نے بتایا کہ توانائی اور مادہ ایک دوسرے کی بدلی ہوئی شکلیں ہیں چنانچہ کسی بھی مادہ کو اگر نور کی رفتار کے مربع سے ضرب دی جائے تو وہ توانائی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس نظریہ نے اس طرح قدیم نظریات کا بالکل خاتمہ کر دیا کہ کائنات چار عناصر یعنی آگ، ہوا، مٹی اور پانی سے بنی ہے)

قرآن مجید میں لکھا ہے کہ اللہ زمین و آسمان کا نور ہے (سورہ نور رکوع ۵) یعنی ساری کائنات نور سے بنی ہے اور ہر مادی اور غیر مادی شئی نور ہی کی بدلی ہوئی شکلیں ہیں۔

⊙ آئن سٹائن نے ۱۹۳۰ء میں کہا تھا کہ کائنات میں چار طاقتیں کارفرما ہیں پہلی طاقت کشش ثقل کی ہے جس کی وجہ سے زمین کی ہر شئے حرکت کرتی ہے اور زمین کی فضا سے باہر نہیں جا سکتی۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زمین کو ہم نے ایسا بنایا ہے کہ اشیاء الارض خواہ وہ جاندار ہوں یا بے جان اپنی طرف کھینچنے والی ہے (سورہ مرسلات رکوع ۱)

⊙ آئن سٹائن کے مطابق دوسری طاقت برقی مقناطیسیت کی ہے جس کی بدولت زمین چاند اور سیارے اپنے اپنے راستوں پر متحرک ہیں۔

قرآن حکیم میں لکھا ہے کہ ہر ایک سیارہ اپنا ایک دائرہ رکھتا اور اس راہ پر چلتا ہے (سورہ یٰس آیت نمبر۴۱)

⊙ تیسری اور چوتھی طاقت کے بارے میں آئن سٹائن نے بتایا کہ ان میں سے ایک ایٹم کے اندر کے تمام ذرات کو باہم جکڑے ہوئے ہے جبکہ دوسری ان ذرات کے درمیان کا عمل در باہمی ردِ عمل ہے ان ہر دو طاقتوں کے باہم ایک دوسرے کے متضاد ہونے کی وجہ سے آئن سٹائن ذہنی طور پر الجھ گئے لیکن ڈاکٹر عبدالسلام نے قرآن مجید کی روشنی میں بتایا کہ یہ دو طاقتیں دراصل ایک ہی قوت کی دو شکلیں ہیں۔

فی زمانہ اس دنیا پر قرآن مجید کا یہ عظیم احسان ہے کہ اس نے اسرار کائنات اور رموز کائنات کے افشاء کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اب ضرورت ہے ان دماغوں کی جو آگے نکلیں اور قرآن مجید کی روشنی میں حل طلب مسائل کو (خواہ وہ کسی بھی مضمون کے سلسلہ میں ہوں) سلجھانے کی کوشش کریں۔ جیسا کہ امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خواہش اور بارہا جماعت کے سامنے آپ نے اس کا ذکر فرمایا ہے کہ جماعت اپنے نونہالوں کی ذہنی نشوونما و ترقی کے تمام تر ذرائع اور وسائل اختیار کرے اور ایسے سائنسدان مہیا کرے جو قرآن مجید کے اسرار و معارف جو اس میں تاحال مدفون ہیں دنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن مجید کے اسرار و معارف کے بارے میں فرماتے ہیں

؎ مخزنِ رازہائے ربانی
از خدا آں حسنا دانی

کہ قرآن مجید خدا تعالیٰ کے اسرار کا خزانہ ہے اور خدا کی طرف خدا شناسی کا آلہ ہے

؎ وہ چہ دارد خزائن اسرار
دل وجانم فدائے آں انوار

قرآن مجید کیا کیا خزانے اسرار الٰہی کے رکھتا ہے میری جان اور دل ان انوار پر قربان ہوں (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۲۰۴)

بالآخر یہ کہنا بھی بہت ضروری ہے کہ یہ کائنات چونکہ اس ہستی کے بنائی ہوئی ہے جو غیر محدود ہے اس کا علم غیر محدود اور اس کی طاقتیں غیر محدود ہیں اس لئے انسان یہ کائنات تو کیا اگر اس کے ایک ذرہ پر بھی ریسرچ کرے گا تو وہ اوصاف جو خدا نے اس میں رکھے ہیں ان کا مکمل طور پر اس کا احاطہ نہیں کر سکے گا۔ علم کے اس اتھاہ سمندر کے بارے میں سوچ کر اور انسان کے دماغ اور وسائل کی کم مائیگی کو دیکھ کر ہی نیوٹن نے کہا تھا۔

"میری حیثیت اس بچے سے زیادہ نہیں جو سمندر کے کنارے بیٹھا سیپیوں سے کھیل رہا ہو اور اس بات سے واقف نہیں کہ سمندر کی گہرائی میں کیا ہے۔"

☆

شذرات

از مکرم سیٹھ رشید احمد صاحب سونگھڑوی جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ سونگھڑہ

سورۃ فاتحہ کے سبع مثانی ہونے کی وجہ

حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ فرماتے ہیں کہ ....

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا یہ جو برکت ہے سورۃ فاتحہ کہ سبع مثانی ہے (مکہ - ناقل) جو مفسرین و محدثین نے لکھے ہیں کہ یہ سورت آنحضرت پر مکہ اور مدینہ میں دونوں جگہ دو مرتبہ نازل ہوئی ہے (ناقل) ممکن ہے کہ یہ ہوں لیکن دراصل الحمد شریف کا نام ہی سبع مثانی ہے اور اس کا سبع مثانی ہونا یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کا دوبارہ نزول ہوا ہے ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور دوسری بار مسیح موعود (علیہ السلام) پر چنانچہ ہم پر اس کا دوبارہ نزول ہوا اور مسیح موعود (علیہ السلام) کا ثبوت اس سورۃ سے واضح تر ہے اور ہماری تحریریں اور تقریریں اسی پر گواہ ہیں تو رتیت میں بھی سات آداب یا سات گرجے لکھے ہیں اور وہ مقفل مانا گیا ہے آخری زمانہ میں وہ قفل کھولا گیا۔" (الفضل ۱۸ اگست ۱۹۳۱ء صفحہ ۶)

قرآن شریف کی مقفیٰ اور مسجع عبارتوں میں حکمت

حضرت امام مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ:-

"اشعار میں اپنے مضامین کو بیان کرنے کی ہمیں ضرورت اس لئے پیش آئی کہ بعض طبائع اس قسم کی ہوتی ہیں کہ اگر نثر عبارت میں ہزار پیرایہ لطیف میں کوئی صداقت بتائی جاوے تو وہ نہیں سمجھتے لیکن اسی مفہوم کو اگر ایک برجستہ شعر میں منظوم کر کے سنایا جاوے تو شعر کی لطافت ان پر بہت کچھ اثر کرتی ہے شعر کو سن کر پھڑک اٹھتے ہیں اور حق کو شعر کے ذریعہ قبول کر لیتے ہیں۔

اس کی مثال طبیب کے اس معالجہ جسمانی کی طرح ہے جب طبیب دیکھتا ہے کہ مریض کو منہ کی راہ سے اب دوا مفید نہیں ہوگی تو پھر بیمار کے لئے حقنہ تجویز کرتا ہے اور اس ذریعہ سے بیمار کی قبض دور ہو جاتی ہے اور وہ صحتیاب ہو جاتا ہے سو یہی حال ہمارے شعر و سخن کا ہے اور تجربہ سے دیکھا گیا ہے کہ بعض طبائع کے لئے مضامین شعریہ بہ نسبت مضامین نثر کے زیادہ مؤثر ثابت ہوتے ہیں۔ اسی لئے قرآن شریف مقفیٰ اور مسجع عبارت میں نازل ہوا ہے۔"

(الحکم جلد ۱۲ صفحہ ۲۴ صفحہ ۳۰ بابت ۲ رستمبر ۱۹۳۸ء)

قرآن شریف پر اعتراض ہونے کا نتیجہ

قرآن شریف کی بے انتہا خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس پر جتنے اعتراض ہوں گے اتنی ہی اس کلام کی خوبیاں ظاہر ہوتی ہیں اور یہ کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ کی روایت ہے کہ:-

"مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک بات خوب یاد ہے میں نے کئی دفعہ اپنے کانوں سے وہ بات آپ کے منہ سے سنی ہے آپ فرمایا کرتے تھے اگر دنیا میں ہمارے ابو بکرؓ جیسے لوگ ہوتے تو اتنے بڑے قرآن شریف کی ضرورت نہیں تھی صرف "بسم اللہ" کی "ب" کافی تھی قرآن کریم کا اتنا بڑا معارف کلام جو نازل ہوا ہے یہ ابو جہل کی وجہ سے ہے اگر ابو جہل جیسے انسان نہ ہوتے تو اتنے مفصل قرآن شریف کی ضرورت نہ تھی۔ غرض قرآن شریف تو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس پر جتنے اعتراض ہوں گے اتنی ہی اس کلام کی خوبیاں ظاہر ہوں گی۔" (الفضل ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۵ء صفحہ ۵)

حضرت مسیح موعودؑ کی وحی پر ایمان لانیکا ذکر قرآن شریف میں

حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک روز فرمایا:-

"آج میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ قرآن شریف کی وحی اور اس سے پہلی وحی پر ایمان لانے کا ذکر تو قرآن شریف میں موجود ہے ہماری وحی پر ایمان لانے کا ذکر کیوں نہیں اسی امر پر توجہ کر رہا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور القاء کے یکایک میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ آیہ کریمہ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ میں تینوں وحیوں کا ذکر ہے مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ سے قرآن شریف کی وحی اور مَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ سے انبیاء سابقین کی وحی اور آخرۃ سے مراد مسیح موعود کی وحی ہے۔" (بحوالہ ریویو آف ریلیجنز اردو بابت ماہ اپریل ۱۹۱۵ء)

قرآن مجید کی ایک قابلِ توجہ پُر جلال پیشگوئی

قرآن مجید کی آیت وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ (الانبیاء ع ۷) کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:-

"لازماً اس کے معنی یہ ہیں کہ پھر یہودی وہاں سے (فلسطین سے) نکالے جائیں گے اور لازماً اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ سارا نظام جس کو یو۔ این۔ او کی مدد سے اور امریکہ کی مدد سے قائم کیا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے گا کہ وہ اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں اور پھر اس جگہ پر لا کر مسلمانوں کو بسائیں اِنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصَّالِحُوْنَ کا حکم موجود ہے۔ مستقل طور پر تو فلسطین "عبادی الصالحون" کے ہاتھ میں رہنی ہے سو خدا تعالیٰ کے عبادی الصالحون محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لوگ لازماً اس ملک میں جائیں گے نہ امریکہ کے ایٹم بم کچھ کر سکتے ہیں نہ ایچ بم کچھ کر سکتے ہیں۔ نہ روس کی مدد کچھ کر سکتی ہے۔ یہ خدا کی تقدیر ہے یہ تو ہو کر رہنی ہے چاہے دنیا کتنا زور لگا لے۔"

(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۵۷۶ مطبوعہ ۱۹۵۸ء)

قرآنی قسموں کا فلسفہ

اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ وابستہ فرمایا ہے۔ حضرت امام مہدیؑ نے دبستانِ محمدؐ سے تعلیم حاصل کر کے کلام اللہ یعنی قرآن شریف کی شان کو بہت بلند کیا ہے لیکن .... آپ کی مخالفت کرنے والوں نے نادانستہ طور پر قرآن مجید کی عجیب و غریب تفسیریں کر کے قرآن شریف کی شان کی تنقیص کی ہے اس کی ایک مثال پیش خدمت ہے۔ چنانچہ مولانا تمنا عمادی پھلواری قرآن کی .... حکمتیں بایں الفاظ بیان فرماتے ہیں

(۱) مکہ والوں کو قسم کھانے کی عادت تھی .... (۲) مکے میں مسلمان کمزور تھے اور مخالفین کفار و مشرکین طاقتور تھے وہ لوگ اپنی قوت و طاقت اور اکثریت کے گھمنڈ میں عناد اور ہٹ دھرمی سے کام لیتے تھے ان پر اپنی صداقت ثابت کرنے کے لئے قسم کے سوا اور کوئی دوسرا طریقہ نہ تھا .... قسم انہیں باتوں پر کھائی جاتی ہے جن کو گواہ یا دلائل سے ثابت کرنا ممکن نہ ہو۔"

(خاتونِ پاکستان قرآن مجید نمبر ۱۹۶۵ء صفحہ ۸۲-۸۳ بحوالہ الفرقان جولائی ۶۵ء)

عظیم مفسر قرآن حضرت امام مہدی علیہ السلام ایک جگہ قرآنی قسموں کا فلسفہ بیان فرماتے ہیں:- "قسم کے بارے میں خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ جل شانہٗ کی قسموں کا انسان کی قسموں پر قیاس کر لینا قیاس مع الفارق ہے اللہ تعالیٰ نے قسم کے لباس میں اپنے قانونِ قدرت کی بدیہیات کی شہادت اپنی شریعت کے بعض دقائق حل کرنے کے لئے پیش کیا ہے تا قانونِ قدرت جو خدا تعالیٰ کی ایک فعلی کتاب ہے اس کی قولی کتاب پر شاہد ہو جائے اور تا اس کے قول اور فعل کی باہم مطابقت ہو کر طالب صادق کے لئے مزید معرفت اور سکینت اور یقین کا موجب ہو۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۹۶-۹۸ حاشیہ)

بقیہ تلاوت قرآن مجید

دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت کے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے۔ یہ بڑی دولت ہے اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی۔ قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے۔"

(کشتی نوح)

ہماری عاجزانہ دعا ہے کہ مولا کریم ہمیں صبح و شام قرآن مجید پڑھنے اس پر غور و تدبر کرنے اور پھر اس پر کما حقہٗ عمل کرنے کی طاقت اور توفیق بخشے اور اپنی کامل رضا سے نوازے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

اُخروی زندگی از روئے قرآن کریم بقیہ صلا

عالم خواب ہے۔ عالم خواب میں ہماری روح وہ مناظر دیکھتی ہے۔ جو ہماری اس محدود زندگی میں کبھی ہمارے وہم و خیال کی آنکھوں میں نہ آئے ہوں گے۔ اور وہ نظارے دیکھتی ہے۔ جو کبھی ہمارے کام و ذہن کو نصیب نہیں ہوئے ہوتے۔ بلکہ بعض اوقات ایسے محیر العقول حالات سے گذرتی ہے۔ کہ ہم انکا تصور بھی ذہن میں نہیں لا سکتے۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ ہم کو اُخروی زندگی کے مراحل کو شعور کی حد تک محسوس کر لینے کا ایک ذریعہ ذات باری نے جاری کیا ہے۔ تا ہم جانیں کہ حیات اُخروی برحق ہے۔ اور اس زندگی کے اعمال و کردار کی جزا سزا برحق ہے۔ اور ہم اس کی تیاری میں مصروف ہوں کہ ہمارا اگلا جیون سدھرے مالک و خالق کائنات کی رضا جوئی ہم اپنی زندگی کا مقصد بنائیں۔

اللہ تعالےٰ نے اس سلسلہ کو اسی ارتقائی اصول پر ترتیب دیا ہے۔ کہ ہمارے موجودہ جسم کے اندر روح رکھ دی ہے۔ جو ہماری اس زندگی میں ہمارے اندر نشوونما پاتی رہتی ہے۔ اور ہم جو اعمال بجا لاتے ہیں۔ انہی کے مطابق اس کی روحانی طاقتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور محبت الٰہی میں ہم جس قدر قدم مارتے ہیں۔ اسی قسم کی لذات اور انعام کے عرفان کی صلاحیت اس میں بطور بیج کے محفوظ ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور ہم جس قدر اعمال بد کرتے ہیں۔ ہماری روح کی صلاحیتوں میں اسی قدر کمی ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور جب ہمارے جسم اور روح کے تفرق کا وقت آتا ہے۔ تو ہماری روح اس وقت تک جس قسم کی صفات اور خواص کی حامل ہو چکی ہوتی ہے۔ وہ اپنے زندگی کے اگلے سلسلہ میں انہی سے حصہ پاتی ہے۔

اللہ تعالےٰ قرآن کریم (سورہ نحل ع۴) میں فرماتا ہے۔

"تتوفٰھم الملٰئکۃ......

بما کنتم تعملون" تک

کہ وہ لوگ جن کی روح فرشتے قبض کرتے ہیں درآنحالیکہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہوں گے۔ فرشتوں سے کہیں گے کہ ہم تو کوئی بُرا کام نہیں کر رہے تھے۔ فرشتے کہیں گے۔ ہاں تم بُرے کام کرتے تھے۔ خدا تعالےٰ تمہارے اعمال کو جانتا ہے۔ جاؤ دوزخ میں داخل ہو جاؤ تکبر کرنے والوں کا یہی ٹھکانا ہے۔ اور جن لوگوں کی فرشتے اس حالت میں روح قبض کریں گے۔ کہ وہ پاک عمل کرتے ہونگے۔ فرشتے ان کو کہیں گے تم پر سلامتی ہو جاؤ اپنے اعمال کے سبب جنت میں داخل ہو جاؤ۔

پس معلوم ہوا کہ انسانی روح برابر زندگی کی حالت میں رہتی ہے۔ اور مرنے کے ساتھ ہی اس سڑک پر چل پڑتی ہے۔ جو اس نے اپنے اعمال سے اپنے لئے تیار کی ہوتی ہے +

درخواست دعا

میرے نسبتی بھائی عزیز وسیم احمد صاحب قمر ابن مکرم عبد القدیر صاحب گنائی حیدرآباد کافی عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ ابتداءً موصوف کو بعض اوقات پیشاب، خون کی آلائش کے ساتھ آتا رہا علاج معالجہ سے وقتی افاقہ ہوتا۔ لیکن اب عرصہ ایک ماہ سے یہی تکلیف بہت بڑھ گئی ہے بخار بھی آتا رہا جسکی وجہ سے کمزوری بہت ہو گئی ہے۔ اب مکمل علاج کیلئے جموں لایا گیا ہے۔ جہاں ڈاکٹروں نے مکمل تشخیص اور ایکسرے وغیرہ کے بعد بتایا ہے کہ عزیز کا بایاں گردہ متاثر ہے کم از کم تین ماہ مکمل علاج و پرہیز اور آرام کی ضرورت ہے۔ جملہ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے عزیز موصوف کو شفاء کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور صحت و تندرستی والی لمبی عمر سے نوازے۔ آمین۔ خاکسار عنایت اللہ شاہد مبلغ سلسلہ قادیان

قرآن کریم کی رُوحانی تاثیرات بقیہ صلا

اُدھیڑا گیا۔ اور آپ پر کس طرح مقدمہ چلایا گیا۔ آپ کا صلیب پر لٹکنا قبر میں رکھا جانا اور قبر سے اُٹھ کھڑا ہونا یہ سب نظارے اُس شخص نے رؤیا میں دیکھے۔ اور بعد میں ایک رسالہ کو بیان دیتے ہوئے اس نے بتایا کہ یہ اس قدر واضح تھا کہ گویا ہر چیز اس کے سامنے ہو رہی ہے۔ پھر نیبر بیان کرتا ہے کہ :-

ایک اور نادر روزگار واقعہ ہوا۔ وہ لکھتا ہے کہ کمرہ کی دیوار پر تیز روشنی نمودار ہوئی اور سارے کمرے میں یکا یک پھیل گئی اس میں حضرت مسیح نمودار ہوئے۔ طویل القامت دراز گیسو خوبصورت ڈاڑھی اور مونچھیں اس روشنی کے سیلاب میں آپ کا چہرہ مبارک کس قدر پر نور تھا۔ لمبی عبا آپ نے زیب تن کی ہوئی تھی۔ اور آپ پر زخموں کا کوئی نشان نہ تھا۔ آپ نے ایک پیغام نیبر کو لکھوایا۔ اور وہ اس قدر مسحور تھا کہ بلاچون و چرا قلم اُٹھا کر لکھنا شروع کیا۔ گویا کوئی خارجی طاقت اسے لکھوا رہی ہے اور پیغام یہ تھا:-

"میں صلیب پر فوت نہیں ہوا۔ میرے ہاتھوں اور پاؤں کے زخموں نے میری طاقت سلب کر لی تھی۔ اور بدن کا رُواں رُواں جل رہا تھا۔ وحشیوں نے میری پسلی چھید ڈالی تھی جیسے سے مجھے بھالا مارا گیا تھا۔ مگر میرے دل کو کوئی گزند نہ پہنچی۔ میرے پہلو سے خون بہنے لگا۔ میں بے جان ہو گیا۔ لیکن مرا نہیں۔ میرا دل چل رہا تھا۔ میرے زخموں پر مرہم لگائی گئی یوسف آرمیتہ نے مجھے چٹان والی (ہوادار) قبر میں رکھا۔ تا میرے جسم کو آرام مل سکے۔ اسی آرام سے میرے قلب کو تقویت ملی۔ اور پھر میں ہوش میں آگیا۔"

حضرت مسیح نیبر سے گفتگو فرما رہے تھے اور وہ کاغذ پر یہ پیغام نوٹ کر رہا تھا۔ تو اُسے یہ خوب یاد ہے کہ یہ سارا نظارہ بہت صاف واضح اور روشن تھا۔ اور حضرت مسیح کے آخری الفاظ یہ تھے کہ :-

"میں وہ مسیح ہوں جسے لوگوں نے صلیب دیا" نہیں" تم نے دیکھ لیا کہ میں نے صلیب پر جان نہیں دی۔ اور تم اس حقیقت کے گواہ رہنا۔"

اور آخر میں بڑے زور دار الفاظ میں فرمایا:-

"نوا عور ہینہ فر!! میں نے صلیب پر جان نہیں دی۔"

اس کے بعد نیبر کے خیالات میں بڑی عجیب تبدیلی پیدا ہوئی اور یہ ایک داستان ہے کہ اس نظارہ کے بعد اس نے کسطرح غیر معمولی حالات میں تحقیق شروع کی اور کیسے کیسے نشیب و فراز ان کے سامنے آئے اور پھر کس طرح بعض دوسرے عیسائی مدبرین کی تحقیقات سے بھی ان کو سہارا ملا اور پھر کس طرح "کفن مسیح" کی تحقیق کا ان کو موقعہ ملا۔ اور اس سے ایک اور ثبوت ان کے ہاتھ آیا جس سے ان کے رؤیا کی تصدیق ہوتی تھی۔ اور پھر کن کن مشکلات میں سے گذر کر ان کو ایک مضبوط اور ٹھوس فاؤنڈیشن قائم کرنے کی توفیق ملی جو ٹھوس بنیادوں پر اس تحقیق کو آگے پھیلا رہی ہے۔ بخوف طوالت ان سب باتوں کو قلم انداز کرتے ہوئے آخر میں یہ بات تحریر کرتا ہوں کہ اس نوجوان کو جرمنی اور سوئٹزرلینڈ میں جماعت احمدیہ کے مبشرین سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ مگر وہ اپنی تحقیق میں اس وقت اس قدر غرق تھا کہ اسے احمدی لٹریچر اور عقائد کا پوری طرح مطالعہ کرنے کا موقعہ نہ ملا۔ لیکن کچھ سال بعد جب اس نے خالی الذہن ہو کر غور کیا تو اس پر حقیقت حال کھل گئی اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا قائل ہو گیا۔ اور یہ کیا حیرت انگیز انقلاب ہے کہ ہم یہ بات لکھنے میں انتہائی مسرت حاصل کر رہے ہیں۔ کہ ابھی ڈیڑھ دو سال کا عرصہ ہوا کہ اس نوجوان کا ربوہ میں خط آیا۔ جس میں اس نے برملا اظہار کیا کہ وہ تسلیم کرتا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے آپ کی پیشگوئیاں اسی طرح سچی ثابت ہو رہی ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے بیان فرمائی تھیں۔ (ملاحظہ فرمائیں مقدس کفن صلا مصنفہ حسن محمد خانصاحب ربوہ)

قرآن کریم کی روحانی تاثیرات ایک نہ ختم ہونے والا مضمون ہے تاہم اس مضمون میں یہ بتانا مقصود ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود قرآن کریم کی جو روحانی تاثیرات قلم بند فرمائی ہیں۔ ان کا عظیم الشان ثبوت اور ناقابل تردید ثبوت روز روشن کی طرح حضور پُر نور کے اپنے ہی وجود میں موجود ہے۔ جس کی ایک چھوٹی سی جھلک اس مضمون میں پیش کی گئی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن کریم کی عظمت کے مطابق اسکی روحانی تاثیرات کو سمجھنے اور ان سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

دو احمدی بچیوں کی نمایاں کامیابی

مکرم ڈاکٹر محمد یونس صاحب صدر جماعت احمدیہ بھاگلپور کی بڑی بچی عزیزہ صبیحہ جاوید سلمہا نے امسال بھاگلپور یونیورسٹی سے ایم اے بیالوجی کے امتحان میں فرسٹ کلاس حاصل کر کے یونیورسٹی بھر میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔ الحمد للہ۔ عزیزہ نے اس سے قبل بی اے آنرز کے امتحان میں بھی فرسٹ پوزیشن حاصل کر کے گولڈ میڈل حاصل کیا تھا۔ اسی طرح محترم ڈاکٹر صاحب کی دوسری بچی عزیزہ نصرت منصور سلمہا نے بھی ایم اے انگریزی ادب میں بحیثیت مسلمان طالبہ یونیورسٹی کے ۲۰ سالہ عرصہ قیام کے دوران پہلی مرتبہ فرسٹ کلاس میں کامیابی حاصل کی ہے۔ ثم الحمد للہ۔ ہر دو بچیاں بفضلہ تعالیٰ شروع سے ہی سکالرشپ حاصل کرتی آرہی ہیں۔ نیز دونوں ہی فرسٹ کلاس میں بی ایڈ کا امتحان بھی پاس کر چکی ہیں۔ مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف نے خوشی کے اس موقعہ پر بطور شکرانہ مبلغ پچاس روپے نقد ادا کرنے کے علاوہ مد اعانت بدر میں مبلغ پانچ صد روپے کا گرانقدر مخلصانہ وعدہ بھی فرمایا ہے۔ جزاہ اللہ خیراً۔ اللہ تعالیٰ دونوں بچیوں کی اس نمایاں کامیابی کو ہر جہت سے مبارک کرے اور دینی و دنیوی ترقیات کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین
مکرم ڈاکٹر صاحب کے بڑے بیٹے عزیز سید مبشر یونس سلمہ امسال میڈیکل کالج کے داخلہ کے کمپیٹیشن میں بیٹھ رہے ہیں۔ نیز ان کے بڑے داماد عزیز منصور احمد سلمہ ایم ایس سی (زولوجی) پی ایچ ڈی کے لئے اپنا تھیسس مکمل کر چکے ہیں۔ ہر دو عزیزان کی نمایاں کامیابی کے لئے قارئین بدر سے دعا کی درخواست ہے۔ ایڈیٹر بدر

ولادتیں

۱۔ مورخہ ۱۸/۸/۸۱ کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب ناصر ساکن دبئی کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے "طاہر احمد" نام تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری محمد احمد صاحب درویش قادیان کا پوتا اور مکرم چوہدری مبارک احمد صاحب امیر جماعت پاکپتن (پاکستان) کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ زچہ بچہ کو صحت و سلامتی عطا فرمائے اور نومولود کو نیک اور خادم دین بنائے آمین۔
مکرم چوہدری محمد احمد صاحب نے اس خوشی کے موقعہ پر مبلغ ۱۰/- روپے شکرانہ فنڈ اور مبلغ ۱۰/- روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں فجزاھم اللہ۔ (ایڈیٹر بدر)

۲۔ میرے بھتیجے عزیز مکرم احمد عبد الباسط صاحب سلمہ حیدر آباد کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ نومولود محترم احمد عبد اللہ صاحب فاضل مرحوم کا پوتا اور مکرم محمد نعمت اللہ صاحب غوری یادگیر کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت سے زچہ و بچہ کی صحت و سلامتی۔ درازی عمر اور نومولود کے نیک۔ صالح اور خادم دین ہونے کے لئے۔ نیز عزیز موصوف کی یوکو بینک کی برانچ سکندر آباد میں سروس ہے جس میں گذشتہ سال کچھ مشکلات اور پریشانیاں پیش آئیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دور ہو گئیں۔ عزیز کی سروس میں ترقی اور مزید خدمتِ دین کی توفیق پانے کے لئے بھی احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ اس خوشی کے موقع پر مختلف مدات میں بیس روپیہ ادا کئے گئے ہیں۔ خاکسار۔ بشیر الدین احمد۔ حیدر آبادی نزیل قادیان۔

۳۔ میرے بڑے بھائی مکرم سید محی الدین احمد صاحب سونگھڑہ کے ہاں مورخہ ۲۱/۶/۸۱ کو پہلی بچی تولد ہوئی ہے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے "شاہدہ بیگم" نام تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم سید ناصر الدین صاحب مرحوم سونگھڑہ کی پوتی اور مکرم شیخ علام الدین صاحب بھدرک کی نواسی ہے۔
احباب جماعت نومولودہ کے نیک خادمہ دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بننے کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار۔ سید کلیم الدین احمد متعلم مدرسہ احمدیہ حال سونگھڑہ۔

آل کشمیر احمدیہ مسلم کانفرنس

مورخہ ۵ و ۶ ستمبر ۱۹۸۱ء کی تاریخوں میں آل کشمیر احمدیہ مسلم کانفرنس سرینگر میں منعقد ہوگی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب بھی بنفس نفیس کانفرنس میں شرکت فرما رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ احباب بکثرت شریک ہوں۔ (ایڈیٹر بدر)

درخواست دعا:۔ مکرم حاجی اللہ بخش صاحب درویش بوجہ بخار بیمار ہیں۔ احباب سے آپ کی کامل صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (ایڈیٹر بدر)

اعلانات نکاح

۱۔ مورخہ ۷ اگست ۱۹۸۱ء کو بعد نماز جمعہ مسجد فضل لنڈن میں محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب امام مسجد و مشنری انچارج لنڈن نے عزیز سید کلیم احمد صاحب وسیم ابن مکرم سید نعیم احمد وسیم صاحب مقیم کراچی پاکستان کے نکاح کا اعلان ہمراہ عزیزہ سیدہ نبیلہ صادق بنت مکرم سید مطیع اللہ صاحب صادق مقیم لنڈن مبلغ ۲۵۰۱/- پونڈ (دو ہزار پانچ سو ایک پونڈ) حق مہر پر فرمایا۔ اس رشتہ کے جانبین کے لئے باعث خیر و برکت اور مثمر ثمرات حسنہ بننے کے لئے احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ محترم سید مطیع اللہ صاحب صادق نے اسی خوشی میں شکرانہ فنڈ میں دو پونڈ۔ شادی فنڈ میں دو پونڈ اور اعانت بدر میں ایک پونڈ ادا کئے ہیں۔ فجزاھم اللہ۔
خاکسار۔ محمود احمد عارف ناظر بیت المال آمد قادیان

۲۔ مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۸۱ء کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے مکرم اسماعیل احمد صاحب ابن مکرم خورشید احمد صاحب پربھاکر درویش قادیان کے نکاح کا اعلان مکرمہ سنبل فاطمہ صاحبہ بنت مکرم سید ممتاز علی صاحب ہجرت پورہ حال مقیم کلکتہ کے ہمراہ بعوض مبلغ ۶۶۶۶/- روپے حق مہر پر فرمایا۔ احباب جماعت اس رشتہ کے ہر دو خاندانوں کے لئے موجب برکت اور مثمر ثمرات حسنہ بننے کے لئے دعا فرمائیں۔
اس خوشی کے موقعہ پر مکرم سید ممتاز علی صاحب اور والدہ اسماعیل احمد صاحب نے مبلغ ۸/- روپے مساجد فنڈ ۲/- روپے صدقہ ۲/- روپے درویش فنڈ ۲/- روپے شکرانہ ۴/- روپے شادی فنڈ اور مبلغ ۲/- روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں فجزاھم اللہ تعالیٰ۔
(ایڈیٹر بدر)

۳۔ مورخہ ۵/۸/۸۱ کو مکرم مولوی سید مبشر الدین صاحب صدر جماعت احمدیہ سونگھڑہ نے مکرمہ صفورہ خاتون صاحبہ بنت مکرم سید ابوبکر صاحب کے نکاح کا اعلان ہمراہ مکرم قاسم الدین صاحب ابن مکرم شیخ شفیق الدین صاحب مرحوم تاراکوٹ بعوض مبلغ ۲۰۰۰/- روپے حق مہر پڑھا۔ مکرم قاسم الدین صاحب کے تمام رشتہ دار غیر احمدی ہیں۔ لہذا ان کے ایمان و اخلاص میں برکت اور اس رشتہ کے جانبین کے لئے باعث برکت اور مثمر ثمرات حسنہ بننے کے لئے احباب دعا فرمائیں۔ مکرم سید ابوبکر صاحب اس موقعہ پر مبلغ ۱۰/- روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ۔
خاکسار۔ سید انوار الدین احمد قائد مجلس سونگھڑہ

۴۔ مورخہ ۳۰ جون ۱۹۸۱ء کو خاکسار نے (آشیانہ) رانچی میں مکرم ڈاکٹر ظہیر الدین خان صاحب (کیپٹن) ولد مکرم نور الدین خان صاحب کیرنگ (اڑیسہ) کے نکاح کا اعلان عزیزہ سیما احمد صاحبہ بنت مکرم سید اکرام احمد صاحب مرحوم رانچی کے ساتھ بعوض مبلغ پندرہ ہزار روپے حق مہر پر کیا۔ متعلقین نے مختلف مدات میں چندہ ادا کیا۔

۵۔ مورخہ ۹ اگست ۱۹۸۱ء کو کلکتہ میں خاکسار نے عزیزہ رفعت ستارہ صاحبہ بنت مکرم میاں عبد المجید صاحب دہرہ مرحوم کے نکاح کا اعلان مکرم محمد کریم صاحب ابن مکرم مولوی محمد سلیم صاحب فاضل کلکتہ کے ساتھ بعوض مبلغ پانچ ہزار ایک روپے حق مہر پر کیا۔ مکرم محمد ریاض صاحب دہرہ جو عزیزہ رفعت ستارہ صاحبہ کے حقیقی بھائی اور جائنز دلی ہیں نے مبلغ یکصد روپے شادی فنڈ اور مبلغ ۱۰/- روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔
ہر دو رشتوں کے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ ہونے کیلئے احباب جماعت سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔
خاکسار۔ سلطان احمد ظفر مبلغ کلکتہ

۶۔ مورخہ ۹/۸/۸۱ کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے عزیزہ رضوانہ سلطانہ صاحبہ بنت مکرم ظہور حسن صاحب دہلی پردہ (مدھیہ پردیش) کے نکاح کا اعلان مکرم عبد الحفیظ صاحب ناصر ابن مکرم عبد العظیم صاحب درویش قادیان کے ساتھ مبلغ ۲۵۰۰/- روپے حق مہر پر فرمایا۔ احباب اس رشتہ کے جانبین کے لئے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔
اس خوشی کے موقعہ پر مکرم عبد العظیم صاحب نے مبلغ ۶/- روپے شکرانہ فنڈ میں ادا کئے ہیں۔ جزاھم اللہ تعالیٰ۔
خاکسار۔ بشارت احمد حیدر قادیان۔

اداریہ — بقیہ صفحہ (۲)

یعنی معجزہ اور پیشگوئی کے طور پر تازہ نمونہ ان صفات کا مشاہدہ کرا دیتا ہے۔ تا انسان کو یقین آجائے کہ جو کچھ دُنیا میں اس کی صفات مشہود ہیں وہ درحقیقت اس میں پائی جاتی ہیں۔ اور تا پڑھنے والے اس کے خدا تعالیٰ کی صفات کی نسبت حق الیقین تک پہنچ جائیں۔"
(ضمیمہ چشمہ معرفت صفحہ ۴۳)

ایک مُسلمان صحیح رنگ میں اس وقت تک مُسلمان کہلانے کا مستحق ہی نہیں قرار دیا جا سکتا جب تک کہ وہ قرآن کریم کو نہ پڑھے پڑھائے۔ اور اس پر غور و تدبر نہ کرے۔ آج جبکہ ہمارا (افراد جماعت احمدیہ کا) یہ دعویٰ ہے کہ ہم صحیح اسلام پر کاربند ہیں اور قرآن کریم کو اپنی حرزِ جاں بنائے ہوئے اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی حتی المقدور کوشش کرتے ہیں تو اس صورت میں ہماری ذمہ داری دوسرے مسلمانوں کی نسبت بڑھ جاتی ہے کہ قرآن کریم کے علوم کو اپنے سینوں میں اپنی رگ رگ میں پیوست کرنے کی حتی المقدور کوشش کریں۔ صرف افرادِ جماعت احمدیہ کہلا لینے سے نجات ممکن نہیں بلکہ اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کے باوجود سُستی اور غفلت سے کام لیں گے تو زیادہ موردِ الزام ٹھہریں گے۔ پس تعلیم القرآن کے سلسلہ میں ہم سب کا فرض ہے کہ قرآن کریم کو اپنے دِلوں میں صحیح مقام دیتے ہوئے اس کی تلاوت اور غور و تدبر کو روز کا معمول بنا لیں۔ پھر اس وقت تک اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے جب تک کہ نئی نسل کے دلوں میں بھی قرآن کریم کی عظمت و شان قائم نہ کی جائے۔ افرادِ جماعت کوشش کریں کہ ہر جماعت میں قرآن کریم کے پڑھانے کا انتظام کیا جائے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے اس پیغام اور خط کا ہر احمدی کو علم ہو سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"قرآن تمہارا محتاج نہیں۔ پر تم محتاج ہو کہ قرآن کو پڑھو سمجھو اور سیکھو۔ جبکہ دُنیا کے معمولی کاموں کے واسطے تم اُستاد پکڑتے ہو تو قرآن شریف کے واسطے اُستاد کی ضرورت کیوں نہیں۔ کیا بچہ ماں کے پیٹ سے نکلتے ہی قرآن شریف پڑھنے لگے گا۔ بہرحال معلّم کی ضرورت ہے۔" (الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۷ء)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کا لمحہ لمحہ خدمتِ قرآن میں گزرا۔ اور اس کے بعد یہ خدمت آپ کے خلفاء عظام سرانجام دیتے چلے جا رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی افرادِ جماعت کو اس طرف متنبہ کرتے جا رہے ہیں کہ کوئی فردِ جماعت ایسا نہ رہے جو قرآن کریم نہ پڑھ سکتا ہو۔ آج کے مُسلمان تو صرف قرآن کریم سے ظاہری پیار کرتے ہیں۔ مگر ہم نے قرآن کریم کو اس کا صحیح مقام دینا ہے۔ اس کے علوم دنیا کے کونے کونے تک پھیلانے ہیں۔ اور اس وقت تک اس کوشش کو جاری رکھنا ہے کہ جب تک تمام دُنیا پر اس مقدس آسمانی صحیفہ کی عظمت و شان ظاہر نہ ہو جائے۔ اس کیلئے پہلے خود ہم نے قرآن کریم پڑھنا سیکھنا ہے، اپنی اولادوں کو سکھانا ہے۔ اپنے معاشرے کو سکھانا ہے۔ مختلف طریقے سوچ کر مختلف پروگرام بنا کر اور مختلف کلاسیں لگا کر۔ اور یقیناً اگر ہم اس طرف متوجہ نہ ہوئے تو اپنی ذمہ داری سے کوتاہی کرنے والے ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہوں گے۔ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خطاب ۹ جنوری ۱۹۴۶ء بمقام قادیان، افرادِ جماعت کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا :-

"یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کی طرف سے توجہ ہٹالی اور دوسری طرف چلے گئے۔ حالانکہ یہ ایک نہایت ہی قیمتی چیز خدا تعالیٰ کی طرف سے عظیم الشان نعمت کے طور پر مسلمانوں کو ملی تھی۔ اب جماعت احمدیہ کو اس کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اور ہمارا کوئی آدمی ایسا نہیں رہنا چاہیئے جو قرآن کریم نہ پڑھ سکتا ہو اور جسے اس کا ترجمہ نہ آتا ہو۔ اگر کسی شخص کو اس کے کسی دوست کا خط آجائے تو جب تک وہ اسے پڑھ نہ لے اسے چین نہیں آتا۔ اور اگر خود پڑھا ہوا نہ ہو تو یکے بعد دیگرے دو تین آدمیوں سے پڑھائے گا۔ لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خط آئے اور اس کی طرف توجہ نہ کی جائے۔"

اس اہم ارشاد کے بعد اس بات پر زور دینے کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ قرآن کریم پڑھنا اور سیکھنا کتنا ضروری ہے۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ ان بابرکت ارشادات پر عمل کیا جائے۔ اور اپنی اُخروی زندگی کے لئے کچھ سامانِ معیشت تیار کر لیا جائے۔ کیونکہ اصلی زندگی تو وہی زندگی ہے کہ جہاں سرخرو ہونے کے لئے ہم سب کو ہر دم کوشاں رہنا چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوعِ انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔" (کشتی نوح)

آخر میں خدا تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہم سب کو قرآن کریم کے نُور سے منور کرے اور خدمتِ قرآن میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ؂

جاوید اقبال اختر

Registered with the registrarof news papers for India at No. R.N. 61/57

Regd. No. : P/G. D. P-3 Phone No. 35

HOLY QURAAN-NUMBER

The Weekly **BADR** Qadian 143516

Editor-Khurshid Ahmad Anwar

Sub Editor-Jawaid Iqbal Akhtar PRICE Rs. 1/-

VOL. No. 30 | 27th, ZUHOOR 1360 * 27th, AUGUST 1981 | ISSUE No. 35

قرآنِ کریم ایک نہایت ہی قیمتی چیز ہے جو عظیم الشّان نعمت کے طور پر مسلمانوں کو ملی ہے

ہمارا کوئی آدمی ایسا نہیں رہنا چاہیئے جسے قرآن کریم کا ترجمہ نہ آتا ہو

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرمودہ ۹ مئی ۱۹۴۶ء بمقام قادیان

"یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کی طرف سے توجہ ہٹالی - اور دوسری طرف چلے گئے - حالانکہ یہ ایک نہایت ہی قیمتی چیز خدا تعالیٰ کی طرف سے عظیم الشّان نعمت کے طور پر مسلمانوں کو ملی تھی - اب جماعت احمدیہ کو اس کی طرف توجہ کرنی چاہیئے - اور ہمارا کوئی آدمی ایسا نہیں رہنا چاہیئے جو قرآن کریم نہ پڑھ سکتا ہو - اور جسے اس کا ترجمہ نہ آتا ہو - اگر کسی شخص کو اس کے کسی دوست کا خط آجائے تو جب تک وہ اسے پڑھ نہ لے اسے چین نہیں آتا - اور اگر خود پڑھا ہوا نہ ہو تو یکے بعد دیگرے دو تین آدمیوں سے پڑھائے گا - لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خط آئے اور اس کی طرف توجہ نہ کی جائے - عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ غرباء قرآن کریم پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اُمراء اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے حالانکہ جو شخص دنیاوی لحاظ سے کوئی علم رکھتا ہے یا امیر ہے تو اس کے لئے قرآن کا پڑھنا زیادہ آسان ہے - کیونکہ اس کو قرآن کریم کے پڑھنے کے مواقع میسّر آسکتے ہیں - میرے نزدیک ایسے لوگ جو کہ تعلیم یافتہ ہیں مثلاً ڈاکٹر ہیں، بیرسٹر ہیں، انجینئر ہیں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک زیادہ مجرم ہیں - کیونکہ وہ اگر قرآن کریم کو پڑھنا چاہتے تو بہت آسانی سے اور بہت جلدی سے پڑھ سکتے تھے - پس ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے نزدیک زیادہ گنہگار ہیں - دوسرے لوگوں کے متعلق تو یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ ان کا حافظہ کام نہیں کرتا تھا - لیکن اِن لوگوں کے دماغ تو روشن تھے اور کام کرتے تھے جبھی تو انہوں نے ایسے علوم سیکھ لئے، ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ کہے گا کہ تمہیں دنیوی علوم کیلئے تو وقت اور حافظہ مل گیا - لیکن میرے کلام کو سمجھنے کے لئے نہ تمہارے پاس وقت تھا اور نہ ہی تمہارے پاس حافظہ تھا - ایک غریب آدمی کو تو دن میں دس بارہ گھنٹے اپنے پیٹ کے لئے بھی کام کرنا پڑتا ہے لیکن باوجود اس کے وہ قرآن کریم پڑھنے کی کوشش کرتا ہے اور ایک امیر آدمی یا ایک ڈاکٹر جن کو چند گھنٹے کام کرنا پڑتا ہے ان کے لئے قرآن کریم پڑھنا کیا مشکل ہے - یہ سب سستی اور غفلت کی علامت ہے - اگر انسان کوشش کرے تو بہت جلد اللہ تعالےٰ اس کے لئے راستہ آسان کر دیتا ہے - دوسری دنیا تو پہلے ہی دنیا کمانے میں منہمک ہے - اور آخرت کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتی - اگر ہماری جماعت بھی اِس طرح کرے تو کتنے افسوس کی بات ہوگی "

(الفضل ۳۰ جون ۱۹۶۵ء)